۲۲۵

Digitized by Khilafat Library

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

بدر

نایاب نمبر

BADR — QADIAN

قادیان ضلع گورداسپور

عام قیمت پیشگی عہ بغیر ضمیمہ درس قرآن مجید
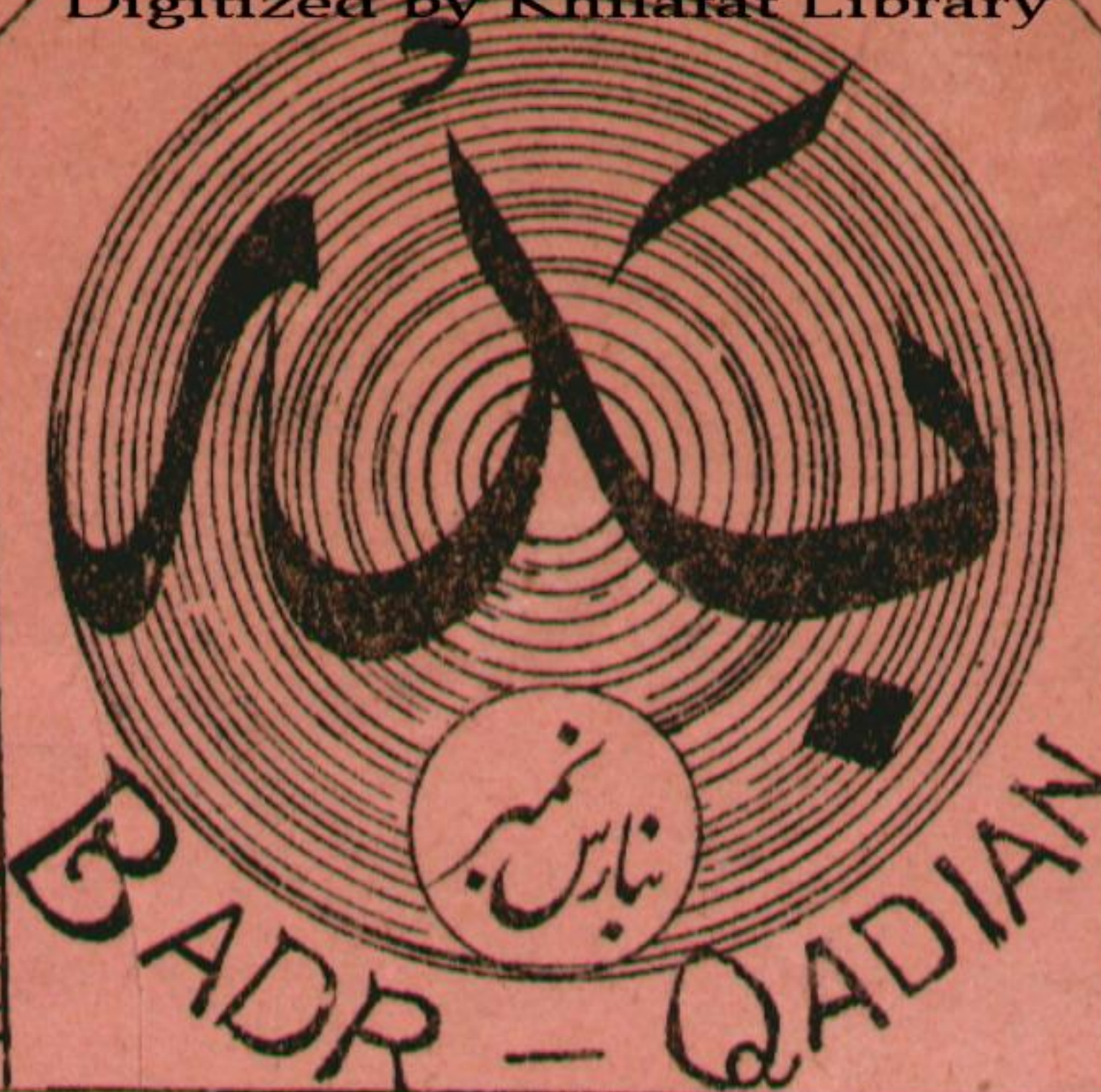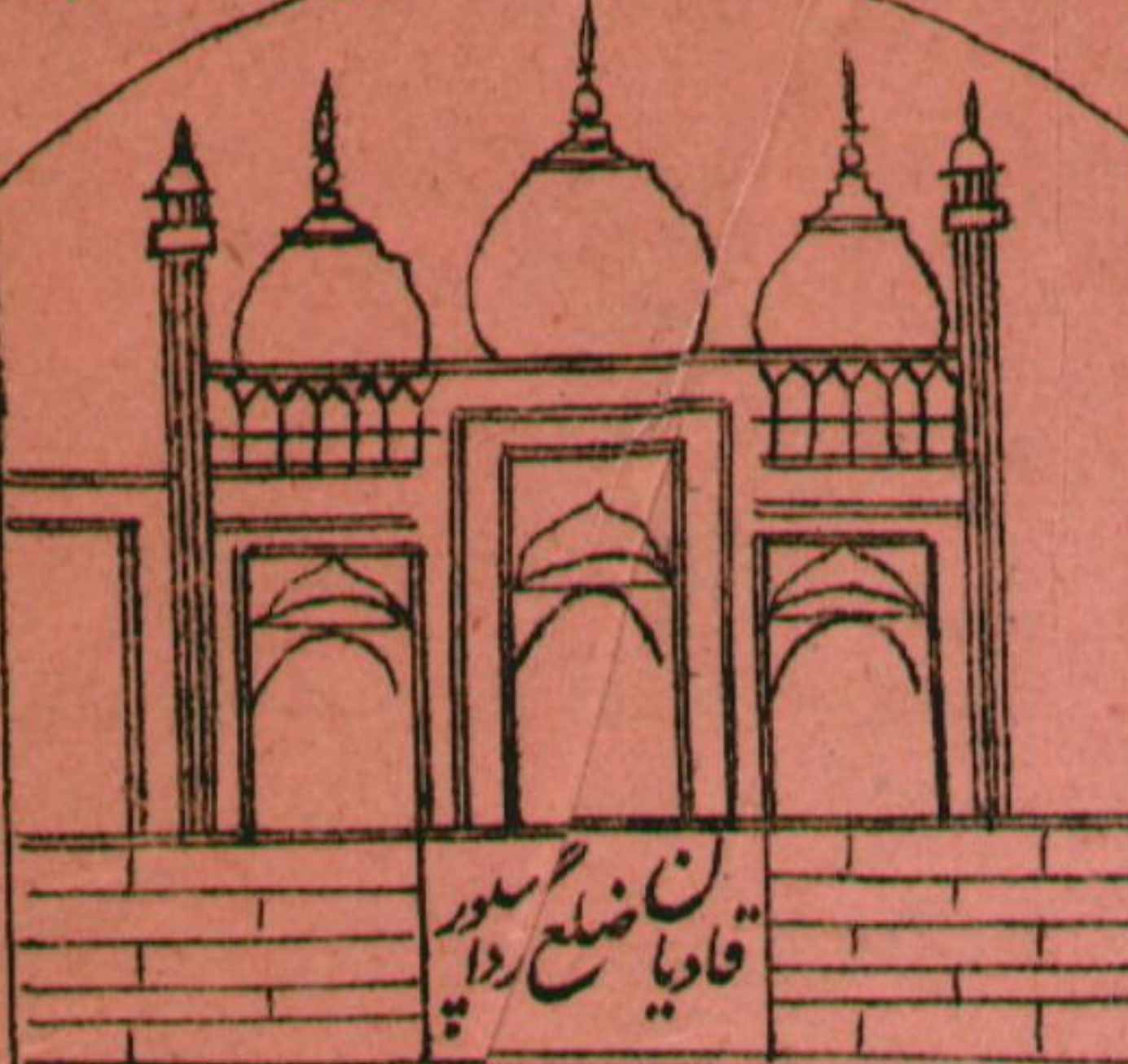
الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ مرزا غلام احمدؐ | Reg. No. L. CCLXXXVIII | مسیح وقت مہدی ہم مجدد بر سر این صد

معہ ضمیمہ درس قرآن مجید — چار روپے پیشگی

(جلد ۱۰) مورخہ ۹ - جمادی الثانی ۱۳۲۹ سنہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۸ - جون ۱۹۱۱ سنہ ء مطابق ۲۶ جیٹھ ۶۹ سمت ۱۵ - جون ۱۹۱۱ء (نمبر ۳۲ و ۳۳)

بھائیو! اگر قادیان آؤ گے تم | اڈیٹر و مینجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | نورِ دینِ مصطفےٰ پاؤ گے تم

دس شرائط بیعت

اوّل۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا

دوم۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور اور ظلم و خیانت۔ فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہ ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوم۔ یہ کہ بلا ناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا۔ اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا چہارم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ پنجم۔ یہ کہ ہر حال رنج و راحت۔ عسر اور یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضاء ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں طیار رہے گا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا۔ بلکہ قدم آگے بڑھائے گا۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کرلیگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔ ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہونچائے گا

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوۃ محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقتِ مرگ قائم رہیگا۔ اور اس عقد اخوۃ میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اسکی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

اندرین دین آمدہ از مادریم
ہم برین از دار دنیا بگذریم

آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست

آن رسولے کش محمدؐ ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام

مہر او با شیر شد اندر بدن
جان شد و با جان بدر خواہد شدن

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست

آنچہ ما را وحی و ایمائے بود
آن نہ از خود از ہمان جائے بود

اقتدائے قول او در جان ماست
ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست

از ملائک و از خبرہائے معاد
ہرچہ گفت آن مرسل رب العباد

آن ہمہ از حضرت احدیت است
منکر آن مستحق لعنت است

معجزات او ہمہ حق اندر است
منکر آن مورد لعن خدا است

معجزات انبیاء سابقین
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین

بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیا است

یک قدم دوری ازان عالی جناب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

دستور العمل

عام قیمت پیشگی سالانہ بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ درس قرآن مجید للعہ بغیر وصولی قیمت پیشگی کسی صاحب کے نام اخبار نہیں ہو سکتی خط و کتابت کیواسطے جوابی کارڈ آنا چاہیئے ورنہ جواب سے معذور۔ رسید نہ اخبار میں چھاپی جاویگی علیحدہ رسید نہ دیجاویگی البتہ جو صاحب قادیان میں دستی قیمت ادا کریں انکو بہر حال رسید حاصل کرنی چاہیئے اگر چار ہفتہ تک رسید نہ چھپے تو خط لکھ کر دریافت کرنا چاہیئے۔ تمام ترسیل زر بنام میاں معراج الدین عمر۔ پروپرائٹر قادیان ضلع گورداسپور کے نام ہونی چاہیئے۔

وہ الفاظ جن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیعت لیتے تھے۔ ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے تھے اور طالب تکرار کرتا جاتا تھا۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ - ۳ بار - آج میں احمدؐ کے ہاتھ پر ان تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے ان تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنبٍ و اتوب الیہ - ۳ بار - رب انی ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں کہ میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین۔ اس کے بعد آپ معہ حاضرین بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا کرتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ یہ الفاظ بڑھا دیتے ہیں۔ آج میں نور الدین کے ہاتھ پر ان تمام شرائط کے ساتھ بیعت کرتا ہوں جن شرائط کے ساتھ حضرت مسیح موعود بیعت لیا کرتے اور نیز اقرار کرتا ہوں کہ خصوصیت سے قرآن شریف اور احادیث کے پڑھنے اور سننے اور اس پر عمل کرنیکی کوشش کرونگا اور اشاعت اسلام میں جان و دل سے بقدر وسعت و طاقت کمربستہ رہونگا اور انتظام زکوٰۃ بہت احتیاط سے کرونگا اور باہمی اخوان میں رشتہ محبت کے قائم کرنے میں سعی کرونگا۔

(کتبہ احقر حسین)

(بمبد پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے چھپکر شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم

سفر بنارس

حمد کیا ہی پیارا ہے نام حضرت احدیت کا جس نے بنی نوع انسان کی راہنمائی کے واسطے نہ صرف سورج اور چاند بنائے بلکہ سورج سے بڑھ کر منور کرنے والا رسول محمدؐ ہم میں بھیجا اور چاند سے بڑھ کر روشنی دینے والا احمدؑ ہمارے لئے مبعوث کیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہما وآلہما وبارک وسلم

بنارس نمبر ناظرین بدر اس بات سے آگاہ ہیں۔ کہ عاجز راقم حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم کی تابعداری میں لیکچر دینے کے واسطے بنارس گیا تھا۔ اگرچہ اس سفر میں علاوہ بنارس مونگیر۔ شاہ آباد۔ شاہجہان پور۔ گوجرانوالہ اور بھیرہ بھی جانا ہوا۔ تاہم چونکہ اصل اور اول مقصد اس سفر کا بنارس ہی تھا اس واسطے اس رپورٹ کا نام سفر بنارس بلکہ اس پرچہ کا نام بنارس نمبر ہی رکھنا موزون معلوم ہوتا ہے

روانگی ۲۵ اپریل ۱۹۱۱ء منگل کی صبح کو جناب مولانا سید سرور شاہ صاحب و حافظ روشن علی صاحب اور یہ عاجز قادیان سے روانہ ہوئے۔ روانگی سے قبل حضرت کے حضور میں حاضر ہوئے۔ حضور نے نصیحت فرمائی کہ اپنے علم پر ہرگز گھمنڈ نہ کرو۔ صرف خدائے تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرو۔ میں اس معاملہ میں بہت تجربہ کار ہوں صرف اس کا فضل ہے جو کام آتا ہے اس نصیحت کے بعد حافظ صاحب کے عرض کرنے پر کہ ہمارے لئے ایک امیر مقرر کیا جاوے مولوی میر سرور شاہ صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میر تو پہلے ہی ہیں ایک الف لگنے سے امیر بن جائیں گے یہ کہا اور دعا کے ساتھ آپ نے ہم کو رخصت کیا اور وعدہ فرمایا کہ انشاء اللہ میں بہت دعا کرونگا۔

ٹھنڈا پانی بیان سفر کے شروع کرنے سے پہلے ایک مخلص دوست کے خط سے کچھ اقتباس درج کرتا ہوں۔

محسن و مکرم بندہ جناب مفتی صاحب دام لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جس وقت جناب کی تیاری اول مرتبہ بنارس جانے کی ہوئی میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں جناب اور جناب کے ہمراہیان باصفا کے واسطے ایک روپیہ اس مطلب کے واسطے بھیجدوں کہ آپ راستہ میں ٹھنڈا پانی پیتے جائیں لیکن اس وقت وقت بہت تنگ ہو گیا تھا اور مجھے اس کا بہت بہت افسوس تھا خدا تعالیٰ کے کام عجیب ہیں اب اس نے موقعہ دیدیا ہے کہ میں اپنی اس آرزو کو پورا کرلوں آپ اس کو منظور فرما کر مرہون منت فرماویں۔ مردان خدا کے دل میں چونکہ عام خلق خدا کے لئے ہمدردی کا جوش ہوتا ہے اور اسی لئے وہ اپنے اعداء کے واسطے بھی دعائے خیر کرنے سے نہیں تھکتے پھر جن کو ان سے تعلق خاص ہوتا ہے ان کے واسطے ان کا جوش اسی قدر زیادہ ہوتا ہے اس سے بڑھکر میرا آپ سے اور کیا تعلق ہوگا کہ میں بھی اسی ذیشان خواجہ کا حلقہ بگوش ہوں کہ جس کے فیض صحبت سے آپ برسوں فیضیاب ہوتے رہے ہیں چونکہ سفر میں دعا کے واسطے اکثر تحریک ہوتی رہتی ہے۔ مجھ حاجت مند مستمند کو بھی یاد فرمالیا جاوے۔ تو عین ذرہ نوازی ہے۔ بخدمت حضور اقدس سلام عرض کردیں۔ برادر اکمل صاحب اور دیگر حاضرین مجلس کی خدمت میں السلام علیکم۔

بندہ حقیر محمد اسمٰعیل سٹیشن ماسٹر گروہرسہائے۔

امرتسر چونکہ میر قاسم علی صاحب نے بھی ہمارے ساتھ بنارس جانا تھا اس واسطے ہم نے ای۔ آئی۔ آر کا راستہ اختیار کیا۔ امرتسر کے اسٹیشن پر حضرت میر ناصر نواب صاحب۔ جناب صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب و میاں محمد اسحٰق صاحب معہ دیگر احباب اپنے ان خدام کی عزت افزائی کے لئے موجود تھے۔ ان کی ملاقات سے دل بہت ہی خوش ہوا۔ گویا امرتسر کا پلیٹ فارم ہمارے لئے قادیان بن گیا۔

انبالہ انبالہ کے اسٹیشن پر میرے عزیز سید محمد شاہ صاحب ہماری ملاقات کے واسطے اسٹیشن پر موجود تھے اور ہم سب کے واسطے کھانا لائے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ برادر محبوب الرحمان (بنارسی طالب علم جو قادیان میں تعلیم پاتے ہیں اور اپنے وطن میں تبلیغ کے جلسوں کو دیکھنے کے واسطے جاتے تھے) اور میاں عبد الحلیم بھاگلپوری نوجوان جو قادیان کے مدرسہ تعلیم الاسلام کی ہائی کلاس میں تعلیم پاتے ہیں اور اب رخصت پر وطن کو جاتے تھے۔ یہ ہر دو صاحبان انبالہ میں ہم سے علیحدہ ہوئے۔ کیونکہ وہ براہ سہارنپور بنارس چلے گئے۔

دہلی ہماری گاڑی جب دہلی پہنچی۔ تو شیر اسلام کو سٹیشن پر پاکر بہت خوشی ہوئی۔ وہ ہم تین کو چار کرنیوالے ہوئے۔ ابن خزرجو کے متعلق تازہ رسالہ (احمدی) جو کہ انھوں نے لکھا ہے وہ ان کے پاس تھا۔ اُسے سنا کر انہوں نے محظوظ کیا۔ کیوں کہ ابن خزرجو کے واسطے انہوں نے اس کے لائق مائدہ طیار کیا ہے اور ان کی خاطرداری ان کی حیثیت کے مطابق کی ہے (رسالہ احمدی ماہواری بقیمت عہ سالانہ میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر اخبار الحق۔ پھُول کی منڈی نزد ابیرم خان دہلی سے مل سکتا ہے)

Digitized by Khilafat Library

ابن خزرجو کون ہے؟ حسن اتفاق سے ابن خزرجو کا ذکر آگیا ہے تو اس بات کا لکھنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس سفر میں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اخبار بدر کے بعض خریدار ابن خزرجو صاحب کو پہچان نہیں سکے کہ وہ کون ہیں اس واسطے اطلاعاً عرض ہے کہ ابن خزرجو جناب مولوی فاضل مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہل حدیث امرتسری ہیں یہ ان کی کنیت ہے جیسے وہ اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتے ہیں ایک کنیت انہوں نے اپنے لئے آپ ایجاد کی ہے۔ وہ ابوالوفا ہے اس میں وہ اپنے بیٹے کی طرف منسوب ہوتے ہیں لیکن ان کی یہ کنیت ہم نے اپنے پاس سے نہیں بنائی بلکہ انہوں نے خود عدالت میں لکھایا ہے کہ میرے باپ کا نام خزرجو تھا اگر یہ بات ان کے کسی امرتسری ہموطن کی رائے یا معلومات یا تحقیقات کے خلاف ہو تو ہمیں اس میں کوئی بحث نہیں وہ جانیں اور مولوی صاحب جانیں ہمارے نزدیک کسی کو حق نہیں۔ کہ کوئی شخص کسی کے باپ کے نام کے متعلق خود اس شخص کے کہنے کے برخلاف کوئی رائے قائم کرے۔

ابن خزرجو کی درخواست داخل دفتر ہاں مولوی صاحب موصوف نے اخبار اہل حدیث میں شکایت کی ہے۔ کہ میرے باپ کا نام خضر جو بحرف ض ہے بحرف ز نہیں۔ اور بدر میں بحرف ز لکھا جاتا ہے اس کے جواب میں گذارش ہے کہ اس ملک میں ض اور ز ایک ہی طرح بولے جاتے ہیں اور ہمیں معلوم نہیں خزر کے معنے کچھ ناگوار سے ہو جاتے ہیں لیکن اگر ایسا ہے۔ تو مولوی صاحب اپنی سالہا سال کی اس کارروائی کی طرف توجہ فرماویں کہ باوجود سمجھانے کے وہ خواہ مخواہ ایک خراب معنے لینے کی خاطر قادیان کو کادیان لکھتے ہیں کیا مناسب ہوگا۔ کہ کم از کم اُتنے سال وہ اس پر صبر کریں جتنے سال کہ انہوں نے قادیان کو ک سے لکھا ہے لیکن اگر وہ اس قدر صبر کرنا پسند نہیں کرتے۔ تو اس معاملہ میں اپنی درخواست باضابطہ معرفت میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق و رسالہ احمدی دہلی ارسال فرماویں کیونکہ مولوی صاحب کی مکفیری صاحب اپنے ذمہ لے چکے ہیں۔ اگر میر صاحب موصوف نے مولوی صاحب کی اس بارے میں سفارش کی۔ تو پھر مناسب غور کیا جاوے گی۔ بشرط

درخواست داخل دفتر۔

الٰہ آباد ریلوے اسٹیشن الٰہ آباد پر ہمارے مکرم دوست بابو محمد عثمان صاحب و پیارے بھائی مولوی علی احمد صاحب و بعض دیگر احباب تشریف فرما تھے۔ جن کی ملاقات سے دل بہت خوش ہوا۔ یہ صاحبان پھر ہمارے وعظوں کے سننے کے واسطے بنارس بھی تشریف لے گئے تھے۔ ہر دو جگہ بابو محمد عثمان صاحب کے ساتھ ان کے ایک عزیز ہم وطن دوست بابو مظہر حسین بھی تھے۔ جنہوں نے بنارس سے بیعت کا خط لکھ کر سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کا فخر حاصل کیا اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے۔

کانپور کے اسٹیشن پر بھی بابو معراج الدین صاحب و حکیم قربان حسین صاحب تشریف فرما تھے اور ہمارے واسطے کھانا بھی لائے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے یہاں میں نے اپنے مکرم بھائی سید عابد حسین صاحب بی۔ اے احمدی تحصیلدار بکسو ہا کو چند کتابوں کے ہمراہ ایک ناچیز تحفہ کا پارسل روانہ کروایا اس کے بعد ہم مغل سرائے سے ہوتے ہوئے نماز مغرب کے قریب بنارس پہونچے۔ جب بنارس کے در و دیوار نظر آنے لگے۔ تو حافظ صاحب کی تحریک سے سب نے دعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے اور دیر تک ہم سب دعا میں مصروف رہے جسکی قبولیت کے نشان بنارس میں قیام کے ایام میں دیکھے گئے۔ فالحمد للہ

ہم اُن احباب کے بہت ہی ممنون ہیں جنہوں نے اس سفر میں اسٹیشنوں پر مل کر ہمیں خوشوقت کیا اور اپنے محبت و اخلاص کی ملاقات سے ہمارے سفر کی کوفت کو دور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دیوے۔ آمین۔

مولوی محمد عیسے اندھا پل والے کا فرار

ناظرین اخبار میں دیکھ چکے ہیں کہ بنارس میں کوئی مولوی حکیم محمد عیسے صاحب ہیں جو ہماری جماعت کو مباحثہ کے واسطے چیلنج دیتے رہتے تھے۔ کبھی خود اشتہار دیتے کبھی اپنے کسی شاگرد سے لکھوا کر شائع کر دیتے تھے ان کے ساتھ شرائط مباحثہ طے ہو چکی تھیں کیونکہ انہوں نے لکھ دیا تھا کہ ہم آپ کی سب شرائط کو منظور کر چکے ہیں اس واسطے ہمارے وہاں پہنچنے کے ساتھ ہمارے دوستوں نے فریق مخالف کو اطلاع دی۔ مگر اندھا پل والے صاحب حیلہ و بہانہ سے ٹالتے رہے۔ ایک دن ان کے ساتھیوں میں سے ایک ہوٹل والے صاحب آئے کہ چلو ہمارے ہوٹل میں مباحثہ کر لو۔ میں سب انتظام کا ذمہ لیتا ہوں۔ ہم نے کہا کہ جب آپ انتظام کا ذمہ لیتے ہیں تو ہمیں منظور ہے مولوی صاحب کو بھی اطلاع کی گئی۔ مگر جب ہوٹل میں پہونچے۔ تو مولوی صاحب وہاں پہلے سے موجود تھے اور معلوم نہیں کہ انہوں نے ہوٹل والوں کو کیا سکھا پڑھا دیا تھا کہ انہوں نے وہاں مباحثہ کرانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم صاحب مجسٹریٹ سے اجازت نہیں لے سکے اس واسطے مباحثہ نہیں ہو سکتا اس کے بعد پھر کئی ایک خط اور اشتہار مولوی صاحب کو لکھے گئے۔ مگر جواب ندارد۔ ان خطوط اور اشتہارات میں سے ضروری اقتباس درج ذیل کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب حکیم محمد عیسیٰ صاحب۔ ہمارے یہاں کے علماء آپ کی دعوت مطبوعہ کو قبول کرتے ہوئے جنہیں آپ نے انکو چیلنج دیا ہے یہاں پہونچے۔ اور آج ہوٹل میں ۲ بجے مباحثہ کے واسطے تجویز کر کے آپ کی خدمت میں اطلاع کی گئی تھی جہاں ہمارے علماء وقت مقررہ پر پہونچے اور آپ بھی تشریف لے گئے جس کے واسطے آپ کا شکریہ ہے۔ مگر افسوس ہے کہ وہاں جانے سے معلوم ہوا۔ کہ آپ کی طرف سے احباب قاضی صاحب وغیرہ نے ہوٹل والوں کو روک دیا ہے۔ کہ بغیر اجازت کنٹونمنٹ مجسٹریٹ گفتگو نہ ہو آپ کو تو اس کی خبر حاجی صاحب موصوف نے دے ہی دی ہوگی۔ مگر آپ نے ہم کو اطلاع نہ کی اور خواہ مخواہ خود بھی تکلیف اُٹھائی۔ خیر جو ہوا سو ہوا۔ اب آپ ہمارے ساتھ مل کر باضابطہ اجازت حاصل کریں جس کے بعد ہماری ہی مسجد واقع محلہ مدنپورہ میں مباحثہ ہو سکتا ہے۔ جہاں انشاء اللہ ہر طرح سے امن قائم رہے گا اور اگر آپ کو یہ منظور نہ ہو تو جہاں کہیں آپ حفظ امن کا انتظام کر سکتے ہوں وہاں ہم حاضر ہو جاویں اس کا جواب بواپسی دے کر ممنون فرماویں۔ سکرٹری انجمن احمدیہ۔ بنارس۔ ۲۷۔ اپریل سنہ ۱۱ء

اس کے جواب میں حکیم صاحب نے ایک خط میں لکھا میں آپ لوگوں کے مذہبی شکوک کے رفع کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ بشرطیکہ آپ باضابطہ اجازت حکام سے حاصل کر لیں اور مجھے اس بات کا کافی اطمینان دلائیں کہ آپ لوگ اپنے مباحثہ میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں جن کو ہم لوگ نبی برحق مانتے ہیں تعریضاً یا تصریحاً اہانت یا سوء ادبی کا کلمہ اپنی زبان سے نہ نکالیں۔ محمد حسین عفی عنہ ۲۷/۴/۱۱ء

اس کے جواب میں لکھا گیا۔ بخدمت جناب حکیم محمد عیسیٰ صاحب! آپکا دوسرا خط ملا ممکن ہے کہ آپکا فرمانا سچ ہو اور حاجی صاحب نے ہوٹل والوں کو نہ روکا ہو۔ مگر ہمیں ہوٹل والے شاہ محمد حسین صاحب نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ اور خود بھی انہوں نے پہلے انتظام اپنے ذمہ لیا تھا۔ وہ بھی غیر احمدی حاجی قادر بخش صاحب بھی غیر احمدی اور آپ بھی غیر احمدی۔ سب آپ ہی کی جماعت ہے۔ دھوکہ دیا یا جھوٹ بولا یا غلط کہا آپ جانیں یا آپ کی جماعت۔ ہمارے یہاں کے علما سینکڑوں میل کے سفر کی صعوبت اُٹھا کر اور اپنے کاروبار کا ہرج کر کے یہاں آئے ہیں اس کا کچھ ذکر نہیں اور آپ ہوٹل تک جانے کو تکلیف تکلیف پکار رہے ہیں۔ العجب۔ اچھا ہم آپکے مذہبی شکوک کو رفع کرنے کے واسطے ہر وقت تیار ہیں آپ ہمارے ہاں تشریف لاویں کسی اجازت کی بھی ضرورت نہیں اپنا مکان ہے ہاں یہ آپ احتیاط رکھیں کہ ہم لوگ آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء سے افضل جانتے ہیں اور آپ عیسائیوں کے نبی کو حبیب خدا پر فضیلت دیتے رہتے ہیں سو آپ اس طرح سے تعریضاً یا تصریحاً کوئی اہانت یا سوء ادبی کا کلمہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں زبان سے نہ نکالیں۔ علاوہ ازیں ایک عرض یہ بھی ہے کہ کسی خط کے نیچے آپکے دستخط کسی طرح ہوتے ہیں اور کسی پر کسی طرح۔ اس سے آپکے خطوط مشکوک ہو رہے ہیں ایک ہی طرز اختیار فرماویں۔ اجازت کے متعلق وہاں بھی عرض کیا کہ طرفین ملکر اجازت حاصل کر لیں۔ آپنے کہا تھا لکھ کر بھیجو سو لکھ کر بھیجا گیا۔ تو اب آپ یہ باتیں بنانے لگے۔ اگر آپ کو مباحثہ کرنا منظور ہے۔ تو اپنا آدمی ساتھ بھیجئے یا خود آئیے ہم دونوں جا کر اجازت لے آویں پھر مباحثہ ہو جاوے۔ یا اگر مباحثہ کی رائے نہیں تو صاف فرما دیجئے۔ پیچ ڈالنے کی کیا ضرورت ہے۔

عبدالرزاق سکرٹری انجمن احمدیہ۔ ۲۷۔ اپریل سنہ ۱۱ء

اس خط کا جواب حکیم صاحب نے آج تک نہیں دیا اور چونکہ اس اثنا میں مولوی محمد عظیم کے اشتہار نکلنے شروع ہو گئے اس واسطے حکیم صاحب کو بھی ان کے ساتھ شامل کر کے ذکر کیا تھا جسکی تفصیل آگے ہے۔

مولوی محمد عظیم صاحب بھی حسب عادت قدیم بھاگ گئے۔

مندرجہ ذیل اشتہارات میں مولوی محمد عظیم صاحب کا نام بھی آگیا ہے سو ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ وہی صاحب ہیں جو سابق محمد عظیم کاتب تھے۔ گکھڑ کے رہنے والے ہیں اور گوجرہ میں مباحثہ سے فرار کر گئے تھے اور جن کی قابلیت کا اظہار کچھ عرصہ ہوا پیسہ اخبار میں بھی ہوا تھا۔ ان مولوی صاحب پر یہ امر بخوبی روشن ہو گیا ہے کہ آجکل احمدیوں کے طفیل روٹی اچھی مل جاتی ہے اس واسطے وہ ایسے موقعہ کو غنیمت جانتے ہیں جہاں احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان کوئی تنازع پیدا ہوا ہو۔ ہمارے بنارس پہنچنے سے پہلے مولوی صاحب وہاں موجود تھے اور کئی ایک وعظ کر چکے تھے۔ اور مشہور کر چکے تھے۔ کہ اب

مین یہان آگیا ہون اب کوئی احمدی مولوی یہان نہ آنے پائیگا لیکن جب ہم وہان پہونچ۔ گئے تو پھر اشتہار دیدیا کہ مین تو خواجہ صاحب کے ساتھ مباحثہ کرون گا۔ خواجہ صاحب نے اپنے لکچر کے آخر مین کہا کہ میرا کام مباحثات کرنا نہین ہے مین تو دین کی محبت کی خاطر بمشکل تمام اپنے پیشہ وکالت کے ہاتھون سے کچھ فرصت چھین کر اور اپنی گرہ سے سفر خرچ ادا کر کے اسلام کی سچائی کو ظاہر کرنے کے لئے کہین جاتا ہون اور اسی صورت مین یہان آیا ہون۔ ہان میرے اُستاد مولوی غلام رسُول صاحب راجیکی اور مفتی محمد صادق صاحب یہان موجود ہین کسی کو مباحثہ کا شوق ہو توان سے کرسکتا ہے۔ اس اعلان کے بعد مولوی محمد عظیم صاحب بالکل خاموش ہو گئے۔ پھر کئی ایک خط ان کو لکھے گئے جن مین سے ایک عربی مین تھا۔ مگر کسی کا جواب نہ آیا۔ اور ہنوز مولوی غلام رسُول صاحب و حافظ روشن علی صاحب و میر قاسم علی صاحب بنارس ہی مین تھے۔ شہر کے مختلف محلون مین ان کے وعظ کرائے جا رہے تھے۔ کہ مولوی صاحب معلوم نہین کس طرف کو تشریف لے گئے۔ مولوی صاحب کے متعلق جو اشتہارات شائع ہوئے اور جو خط ان کو اور حکیم محمد عیسےٰ کو لکھے گئے۔ وہ درج ذیل کئے جاتے ہین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ضروری اطلاع کا جواب

حکیم محمد عیسیٰ صاحب کے ساتھ خط و کتابت اور اشتہارات کے ذریعے یہ طے پا جانے کے بعد کہ حکیم صاحب نے ہماری تمام شرائط کو منظور کر لیا ہے اور یہ بھی لکھ دیا کہ کوئی آجائے مین مباحثہ کے واسطے طیار ہون۔ قادیان سے جب علمار کرام مباحثہ کے واسطے آ گئے۔ تو حکیم صاحب تو خاموش شاید روپوش ہو گئے ہین۔ اور کسی شخص محمد عظیم کی طرف سے اشتہار دلا دیا ہے کہ یہ مباحثہ کرنے کو طیار ہین۔ بشرطیکہ خواجہ صاحب۔ کمال الدین ان کے مقابلہ مین آئین۔ مولوی محمد عظیم صاحب کاتب کو ہم خوب جانتے ہین۔ اور ان کی علمی لیاقت کے متعلق پیسہ اخبار مین جو کچھ چھپا تھا وہ بھی ہم جانتے ہین۔ جس کی آج تک انہون نے تردید نہین کی لیکن بہر حال حکیم محمد عیسیٰ صاحب خود مباحثہ کرنے سے عاجز ہین تو مولوی محمد عظیم کو ہی اپنی طرف سے کھڑا کر دین اور جو شرائط حکیم صاحب طے کر چکے ہین ان کے وہ پابند ہو کر میدان مین آجاوین اور ان ہی مضامین پر بحث کر لین جو پہلے سے مقرر ہو چکے ہین ہان خواہ مخواہ ایک ایسے بزرگ کا مباحثہ کے واسطے نام لینا جس کے متعلق یقین ہو کہ اس کو یہان رہنے اور مباحثات مین پڑنے کی فرصت ہی نہین۔ صرف گریز کے لئے ایک بہانہ ہے مولوی صاحب نے یہ ابلہ فریبی اختیار کی ہے کہ خواجہ صاحب پلیڈر ہین چیف کورٹ مین ان کے مقدمات ہین دین کی محبت کے سبب وہ ایک روز کے لئے لیکچر دینے آجائین گے زیادہ ٹھہر نہ سکین گے۔ چلو ان کا نام پیش کر دو تاکہ اس بہانے سے گریز آسان ہو جاوے اگر مولوی محمد عظیم صاحب کو اپنے علم کا گھمنڈ ہے اور مولوی حکیم محمد عیسیٰ صاحب ان کو قائم مقام منظور کر لین۔ تو امر آسان ہو وہ مجلس مین تشریف لا کر عربی زبان مین نظم و نثر کا ایک صفحہ بالمقابل ہمارے ایک عالم کے بیٹھ کر لکھ دین اور اگر وہ عربی زبان مین کچھ لکھنے پر قادر نہ ہون تو اس بات کا تحریری اقرار نامہ لکھ دین کہ مین عربی زبان مین اتنی لیاقت نہین رکھتا اور اسمین کچھ لکھنے سے عاجز ہون پھر فارسی اور اردو مین نظم و نثر ہی ہمارے علمار کے سامنے یہ ایک صفحہ لکھ دین اس سے ان کی علمی لیاقت کا اظہار ہو جاوے گا اور اگر مولوی صاحب کو علوم میں ید طولیٰ ہو تو عبرانی یا کلدانی زبانون مین جو پہلے انبیار کی زبانین ہین کچھ طبع آزمائی ہمارے علمار کے ساتھ کر لین اسمین ظاہر ہو جائیگا کہ کتابت سے کتنا علم حاصل ہو سکتا ہے۔ الغرض جو شرائط طے ہو چکے ہین اور حکیم محمد عیسیٰ صاحب مان چکے ہین ان کے مطابق مباحثہ کے واسطے کسی جگہ و وقت مقررہ پر تشریف لائین جو پہلے قرار پا جائے پہلے وفات اور حیات مسیح پر اور بعد مین دیگر مسائل پر بحث ہو جاوے ورنہ ادہر ادہر کی باتین بنا کر اب مباحثہ کو ٹالنا ٹھیک نہین ہے۔

المشتہر۔ سکرٹری انجمن احمدیہ بنارس۔ ۲۷۔ اپریل ۱۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حکیم محمد عیسیٰ صاحب کہان گئے اور مولوی محمد عظیم صاحب کیون گریز کرتے ہین۔

حکیم محمد عیسیٰ صاحب کے چیلنج کے جواب مین ہمارے علمار پرسون سے یہان آئے بیٹھے ہین۔ حکیم صاحب کو مباحثہ کے واسطے آخری خط بھیجے ہوئے اٹھارہ گھنٹے ہو گئے ہین۔ مگر جواب نہین آیا۔ لیکن گکھڑ کے مولوی محمد عظیم صاحب کی طرف سے چیلنج پر چیلنج آرہا ہے ہم تو بارہا کہہ چکے ہین کہ ہمین حکیم محمد عیسیٰ صاحب کئی ماہ سے بلا رہے تھے ہم ان کی دعوت پر آئے ہین اگر وہ چاہین خود مباحثہ کر لین یا اپنی طرف سے مولوی محمد عظیم کو مقرر کر دین۔ مولوی صاحب کے حالات کے اچھے واقف جناب مولوی حافظ روشن علی صاحب بھی یہان موجود ہین اور انہین کی خاطر مولوی غلام رسُول صاحب راجیکی بھی یہان پہونچ گئے ہین اور حکیم محمد عیسےٰ صاحب مولوی محمد عظیم صاحب کو اپنی طرف سے پیش کر دین تو مباحثہ ہو جائے گا۔ باقی رہا حضرت خواجہ صاحب سے مباحثہ۔ تو اس کا جواب ہم پہلے دے چکے ہین اور جناب خواجہ صاحب ممدوح آج شام کو خود ہی اپنے لکچر مین بیان کر دین گے۔

سکرٹری انجمن احمدیہ بنارس۔ ۲۸۔ اپریل ۱۱ء

اس اشتہار کا کوئی جواب نہ آیا۔ اس کے بعد عربی مین ایک خط لکھا گیا۔ اس کا بھی جواب نہ آیا۔ تب ذیل کا خط لکھا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت گرامی جناب مولوی محمد عظیم و حکیم محمد عیسیٰ صاحب السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ ہم لوگ حسب دعوت آپ صاحبان کے ایک ہفتہ سے بغرض مناظرہ بنارس مین آئے ہوئے ہین اور باوجود پے در پے عرض کرنے کے بھی آپنے اس وقت تک ۲۸ مئی ۱۱ء ہو گئی ہے کوئی انتظام مباحثہ کا نہ کیا نہ ہمارے معروضات کا جواب ہی عطا فرمایا۔ آپ صاحبان کو اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ ہم ہر وقت ہر جگہ ان متنازع فیہا امور پر جن کا ذکر اشتہارات مطبوعہ مین ہو چکا ہے انہین شرائط کے ساتھ جن کو آپ تسلیم کر چکے ہین مناظرہ کرنے کو طیار و آمادہ ہین یہ امر پہلے روز سے آپ کو برابر لکھا جا رہا ہے اور بالآخر بذریعہ خط عربی و خط اردو ۲۹۔ اپریل ۱۱ء کو بھی آپکو لکھا جس کا جواب نفی یا اثبات مین کچھ نہین آیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ خط ترجمہ کے واسطے کسی جگہ بھیجا گیا ہے۔ کہ جب ترجمہ ہو کر آجاوے تو آپ امور مندرجہ خط سے واقف ہو کر جواب دین اگر یہی بات ہے تو آپ ہم سے ہی اس کا ترجمہ کرا لیتے تاکہ توقف جواب دینے مین نہ ہوتا۔ الّا اس اردو خط کا جواب تو دیدیتے۔ غرضیکہ ہم آپ کی اس بے اعتنائی اور کج ادائی سے مجبور ہو گئے ہین کہ کس طرح آپ کو مرد میدان بناوین۔ حضرات یہ کاغذ کی ناؤ کب تک بہ سکتی ہے اور کب تک لوگون سے آپ حقیقۃ امر کو مخفی رکھ سکتے ہین یہ بھانڈا پھوٹیگا اور ایسی طرح پھوٹیگا۔ کہ اہل عقل و دانش سلیم الفطرت انسان آپ کی چالاکیون سے بخوبی واقف ہو جاوین گے ہم پختہ یقین رکھتے ہین کہ ان مکذبین کو جو نام ہی مسیح کے مقابلہ مین مخالفت کرتے تھے۔ مثیل مسیح ع۔ کے مخالفین اور مکذبین بڑھ کر نہین۔ جو خسران مین ان کے حصہ مین آئی اس کے حصہ دار مثیل مکذبین بھی ہین۔ العاقل تکفیہ الاشارۃ پس انجام کار متقین کی فتح ہے جس کے آثار ظاہر ہو رہے ہین۔ کہ بارہ تیرہ آدمی دو تین یوم مین داخل سلسلہ احمدیہ ہو چکے ہین اور آیندہ آپ معلوم کرتے ہین کہ کتنے لوگ داخل ہوتے رہینگے اور اس کا بھی خیال رہے کہ کس قدر تعداد احمدیون کی کم ہو کر آپ کیطرف جاتے ہین اس سے ایک حقیقت شناس کو ظاہر ہو جائے گا کہ والعاقبۃ للمتقین کے مطابق نتیجہ آپ کی اس شورا شوری اور منہ زوری کا آپ کے لئے خسران اور ہمارے لئے کامرانی ہوا ہے یا نہین؟ مختصر یہ کہ ہم لوگ آج اور کل صرف اس انتظار مین

مقیم ہین کہ آپ ہر دو صاحبان فرداً فرداً یا ملکر قرار دادہ و مسلمہ خود شرائط کے مطابق وقت اور مقام مناظرہ مقرر کر کے بحث کر لین۔ اور اگر چاہین تو صرف بیس آدمی اپنے ساتھ لیکر ہماری مسجد مین آکر تحقیق حق و رفع شکوک بطریق مناظرہ کر لین اس کے حفظ امن کے ہم ذمہ دار ہون گے۔ اگر یہان آنا منظور نہ ہو تو اپنے مکان پر ہم کو معہ بیس آدمیون کے بُلا کر سمجھ سمجھا لین مگر پھر ذمہ داری اپنی کرین۔ اس طرح آپ کو منظور نہ ہو اور اپنی خواہش کے مطابق کوئی دنگل کرنا چاہین تو فریقین آج ہی باضابطہ اجازت حاصل کر کے کل ۳۔مئی کو کسی ایسی جگہ پر جو برائے فریقین مقرر ہوگی بحث شروع کر دین۔ اب ہم صاف صاف جواب آپکا سننا چاہتے ہین کہ ان طریقون مین سے کس طریق کو آپ پسند کر کے مناظرہ کرین گے۔ اس کا جواب بواپسی عطا فرما دین۔ اگر اس تمام قصہ کا فیصلہ آپ نے نہ کیا تو پھر اس کا کوئی حق نہ ہوگا۔ کہ آئندہ چیلنج مباحثہ احمدیون کو دین یا کوئی دہوکہ دہی و ایذا دہی کر کے خدا کے بندون کو بہکائین اور یصدون عن سبیل اللہ کی ڈیوٹی بجا لائین بصورت انکار مباحثہ یا عدم جواب خطوط سابقہ عربی و اُردو عریضہ ہذا آپ کی گریز متصور ہو کر بذریعہ اخبارات و اشتہارات اطلاع پبلک کو کر دی جاوے گی۔ روشن علی۔ غلام رسول قاسم علی۔ ۲۔مئی سنہ ۱۱ء۔

بنارس مین ہمارا کام

مولویون کے جھگڑے کے ذکر سے فارغ ہو کر اب مین اپنے اصلی کام کی رپورٹ کی طرف متوجہ ہوتا ہون کیونکہ ہماری اصل غرض یہ نہین ہے کہ ہم لوگون سے مباحثات کرتے پھرین ہان جب خود ہی کوئی مباحثہ کے واسطے چیلنج دے جیسا کہ بنارس مین ہوا۔ تو ہمین اس کے قبول کرنے مین عذر نہین ہوتا لیکن بارہا تجربہ سے ثابت ہوا ہے۔ کہ مولوی صاحبان کبھی سیدھی طرح مباحثہ کے میدان مین نہین آتے۔ ہمیشہ کسی حیلہ بہانہ سے ٹال لینے کی کوشش مین رہتے ہین۔

پہلی تقریر بنارس مین سب سے پہلی تقریر مولوی حافظ روشن علی صاحب نے ۲۷۔ اپریل کو بعد از نماز مغرب مسجد احمدیہ مین کی۔ حافظ صاحب نے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا اللّٰھُمَّ تطوی لنا الارض کیطرف اشارہ کر کے اس کا پورا ہونا اپنے ان لمبے سفرون کے چند گھنٹون مین طے ہو جانے مین ثابت کیا پھر بیان کیا۔ کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات جامع کمالات ہے اسی طرح اس کی پاک کتاب جامع مطالب ہدایت ہے۔ اور اسی طرح وہ چاہتا ہے کہ اس کا عبد بھی جامع کمالات ہو۔ خلفاء کے ذریعہ سے تمکین دین ہوتی ہے۔ جب ظاہری انتظام کے واسطے ملوک کا ہونا ضروری ہے تو باطنی انتظام کے واسطے خلفاء کا ہونا ضروری نہین اب کوئی نیا نبی نہین آسکتا۔ بلکہ خلفاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے اور آتے رہین گے۔ آج مسلمانون کا لفظ ایسا رہ گیا ہے۔ جیسا کہ بعض راجاؤن کی اولاد اب بھی راجہ کہلاتی ہے۔ ورنہ یہ لوگ صرف اسمی مسلمان ہین۔ زمانہ کی حالت تبلا رہی ہے کہ ایک مصلح آنا چاہیئے۔ بچّہ رو رہا ہے مگر اس کو دودھ دینے والی کوئی ماں نہین۔ خلقت پیاس سے مر رہی ہے۔ مگر اس کے واسطے کوئی پانی مہیّا نہین ہوتا۔

۲۸۔ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء جمعہ حافظ روشن علی صاحب نے مسجد احمدیہ مین نماز جمعہ پڑھائی۔ سورۂ والعصر پڑھ کر مختصر خطبہ مین ہدایت کی کہ وقت سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ اس کے بعد اسی جگہ جناب مولوی سیّد سرور شاہ صاحب نے وعظ کیا اور تبلایا کہ اس وقت کے مسلمانون کی حالت کا قابل اصلاح ہونا خود ان انجمنون کی کثرت تعداد سے ظاہر ہے جو کہ دن رات بن رہی ہین۔ لیکن اصلاح کا حقیقی اور اصلی طریق وہی ہے۔ جو قدیم سے چلا آتا ہے یعنی کسی ملہم مامور من اللہ کا پیدا ہونا۔ بغیر ایسے شخص کے آنے کے کامل یقین پیدا نہین ہو سکتا اور بجز یقین کامل کے انسان گناہون سے دور نہین ہو سکتا۔ اگر یہ نہین تو نہ انجمنون کے بنانے سے کوئی فائدہ ہے اور نہ یونیورسٹی کی بنیاد رکھنے سے کچھ حاصل ہے۔ ہم یہ بات علی البصیرت کہہ رہے ہین نہ ہم نے اس مین دہوکہ کھایا ہے اور نہ ہم دہوکہ دیتے ہین۔

حضرت خواجہ صاحب کے دو لیکچر جمعہ کے دن خواجہ صاحب بنارس پہنچ گئے اسی شام کو اور پھر دوسرے دن ہفتہ کی شام کو دو لکچر خواجہ صاحب موصوف نے ٹون ہال مین دئے۔ ہر دو لیکچر بعد نماز مغرب شروع ہوئے اور قریب دو گھنٹہ تک ہوتے رہے پہلے دن سے ہی ٹون ہال بھرا ہوا تھا بلکہ باہر دروازون مین بھی آدمی کھڑے تھے پہلے دن کے پریزیڈنٹ جناب بابو محمد عثمان صاحب تھے اور دوسرے دن جناب مولوی رحمت اللہ صاحب وکیل الٰہ آباد تھے۔

پہلے دن کی تقریر کا مضمون تھا "ہماری ترقی کے راز" اس مین خواجہ صاحب نے نہایت فصاحت سے مسلمانون پر یہ امر واضح کر دیا کہ ان کا تنزّل صرف قرآن شریف کو چھوڑنے سے ہے اور پھر اسی کو ہاتھ مین لینے اور اسی پر عمل کرنے سے وہ ترقی پاسکین گے۔ قرآن شریف کی زبان (عربی) کے اتنے سو سال سے اپنی اصلی حالت مین قائم رہنے کی وضاحت کر کے تبلایا کہ دنیا کی اور کوئی زبان اتنے عرصہ تک قائم نہین رہی بلکہ پہلی تمام کتب مقدسہ کی زبانین اب مُردہ ہوگئی ہین اور اسیواسطے ان کے سمجھنے مین بھی بڑے بڑے مشکلات پڑ رہے ہین۔ فرمایا انا انزلناہ قرآناً عربیاً لعلکم تعقلون۔ اور فرمایا کہ یسّرنا القرآن جس کتاب کی زبان ہی مُردہ ہوگئی۔ اس کا سمجھنا کیون کر آسان ہو سکتا ہے۔ قرآن شریف کامل کتاب ہے۔ اب گاڑی چھکڑون کو چھوڑ دو اور ریل پر سواری اختیار کرو۔

دوسرے دن کی تقریر سیرت نبی پر تھی۔ جسمین حضرت خواجہ صاحب نے پہلے انبیاء اور مصلحین کرشن۔ راما۔ مسیح علیہ السلام وغیرہ کے حالات بیان کرتے ہوئے اور ان کے اعلیٰ کارنامون کی تعریف کرتے ہوئے بالمقابل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شجاعت۔ عفّت۔ سخاوت۔ عفو۔ معاشرت۔ اقتصاد۔ قناعت وغیرہ تمام اعلیٰ صفات مین سب سے بڑا اور سب کا مجموعہ ایک کامل نمونہ ثابت کیا اور۔ ع

آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

کی ایک لطیف۔ صحیح۔ پُر معارف تفسیر پبلک کے سامنے پیش کی۔

خواجہ صاحب کے لیکچرون پر پریزیڈنشل تقریرین خواجہ صاحب کے لیکچر سے قبل اور بعد جناب صدر جلسہ مولوی رحمت اللہ صاحب نے جو تقریرین فرمائین ان کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

"جناب خواجہ صاحب نہائت قابل تعظیم مہمان ہین۔ معدودے چند کی منزل طے کر کے آپ لوگون کی خاطر یہان آئے ہین۔ ہند کے مختلف مقامات مین آپ کو ایسے لوگ مل سکتے ہین جو بڑے بڑے لیکچر دے سکین۔ لیکن جناب خواجہ صاحب مین جو خاص صفت ہے وہ علاوہ اسلامی محبت کے ان کی مذہبی تحقیقات ہے ایسے آدمی بہت ہی کم یاب ہوتے ہین کہ مغربی علوم کے ساتھ مشرقی علوم مین بھی ماہر ہون یہ زمانہ ایسا ہے کہ ہمین نہ صرف اپنے مذہب کی واقفیت کی ضرورت ہے بلکہ دوسرے مذاہب کے حالات سے آگاہی حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ جب تک غیر مذاہب کی کتب مقدسہ سے ہم واقفیت حاصل نہ کر لین ہم اس زمانہ مین کامیاب ہو ہی نہین سکتے۔ خواجہ صاحب کے دلائل ایسے اعلیٰ ہین کہ ان کو سن کر سامعین تسلی تشفی کے ساتھ اپنے گھر کو جاتے ہین اسلام مین دراصل کوئی اختلاف نہین آپ لوگون کو چاہیئے کہ اپنے خیالات کو وسعت دین۔ آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ یہ حضرات (خواجہ صاحب اور اُن کے رفقاء) کس قدر اسلام کے سچے تابعدار اور سچے عاشق ہین۔

خواجہ صاحب کے لیکچرون کا اثر خواجہ صاحب کے لیکچرون کا یہ اثر ہوا۔ کہ بعض منصف مزاج لوگ جو صرف ملاؤن کی افتراء پردازیان سُنکر ہمارے سلسلہ

کے مخالف ہو رہے تھے۔ اور کسی نہ کسی سبب سے شامل جلسہ ہو گئے ان کے دلوں سے وہ کدورت جو ہمارے خلاف تھی دُور ہو گئی اور اون کو یقین ہو گیا کہ ہماری جماعت اسلام کی شیدائی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تابعدار بلکہ عاشق ہے۔ مُلّاں لوگوں نے ایک اشتہار شائع کیا تھا۔ کہ کوئی شخص خواجہ صاحب کے لیکچر میں نہ جاوے اثر اس اشتہار کا تو پہلے ہی یہ ہوا کہ جس کو خبر نہ تھی اوس کو بھی خبر ہو گئی اور وہ لیکچر سُننے آ گیا لیکن لیکچروں کے بعد لوگوں کو یقین ہو گیا کہ مُلّاں لوگ محض شرارت کے ساتھ اِس مخالفت پر تُلے ہوئے ہیں اور بعض لوگوں نے اقرار کیا کہ بے شک ہم آپ لوگوں کے متعلق غلط فہمی میں تھے۔ جیسی تائید اسلام خواجہ صاحب نے کی ہے ایسی تو کوئی مولوی نہیں کر سکتا ایک مُعزز سرکاری عہدہ دار جو پہلے ہمارے دوستوں کو بُرا جانتے تھے اور ان کے خلاف رہتے تھے ان لیکچروں کے سُننے کے بعد جابجا خواجہ صاحب کی تعریف کرتے پھرے اور لوگوں کو سمجھاتے رہے کہ ان کے برخلاف جو باتیں مشہور کی گئی ہیں۔ وہ جھوٹ ہیں اور کہ یہ لوگ فی الواقع اسلام کے حامی ہیں ایک ہندو جوہری لالہ کیسری چند صاحب نام نے خواجہ صاحب کے پہلے لیکچر کے بعد تمام جماعت احمدیہ کو دوسرے دن صبح کی دعوت دی جس کو شکریہ کے ساتھ قبول کیا گیا۔ اس دعوت پر لالہ کیسری چند صاحب نے اور ان کے صاحبزادے نے نہایت اخلاص کے ساتھ تمام حاضرین کی خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دیوے۔

انہی جوہری صاحب نے دوسرے لیکچر کے بعد جناب خواجہ صاحب اور ان کے رفقاء کے گلے میں پھولوں کے ہار پہنائے ایک سوامی صاحب پرگنانند گری نام خواجہ صاحب کے لیکچر کے بعد اُٹھے اور انہوں نے خواجہ صاحب کی اعلیٰ تقریر پر ان کو دھنباد (مبارک باد) کہی۔

دوسرے لیکچر کے ختم ہونے پر بنارس کے معزز لوگوں نے (جو پہلے کسی احمدی کی تقریر کو سُننا بھی پسند نہ کرتے تھے) خواجہ صاحب کی خدمت میں باصرار تمام یہ درخواست پیش کی کہ وہ ایک دن اور ٹھہر جاویں لیکن چونکہ دوسرے دن خواجہ صاحب نے مقدمات کی پیروی چیف کورٹ لاہور میں کرنی تھی اس واسطے وہ ان کی درخواست کو منظور نہ کر سکے تاہم اُن صاحبان نے جناب خواجہ صاحب سے یہ وعدہ لینا چاہا کہ وہ پھر کسی وقت بنارس تشریف لاویں جس کے جواب میں خواجہ صاحب نے فرمایا کہ یہ امر میرے اختیار میں نہیں اس واسطے میں اس کے متعلق وعدہ نہیں کر سکتا اگر میرے مُرشد حضرت خلیفۃ المسیح کا مجھے حکم ہو۔ تو میں ہر وقت آنے کو طیار ہوں۔

مولوی اندھا پلانی کے عقل پر پتھر

عداوت بھی راہ کی ہوتی ہے۔ کہتے ہیں۔ دانا دشمن بہ از دوست نادان۔ مولوی محمد عیسے صاحب ہماری عداوت میں ایسے بھٹکے ہیں کہ خود اسلام کی جڑ اُکھاڑنے کے درپے ہو گئے ہیں۔ جناب خواجہ صاحب نے غیر مذاہب کی ایک بڑی جماعت کے سامنے اسلام کی تائید میں ایک لکچر دیا تھا جس کا بہت نیک اثر ہوا۔ مولوی صاحب نے اب اس لکچر کی تردید شائع کی ہے۔ سبحان اللہ۔ اہل اسلام میں کیسے کیسے پہلوان پیدا ہو گئے ہیں جو اپنے ہی گھر کی بنیاد کو اُکھاڑنا اپنا فخر جانتے ہیں کیا اب بھی ثابت نہیں ہوا کہ یہ مجدد کا وقت ہے۔

مسجد احمدیہ میں لیکچر

اتوار کی صبح کو مسجد احمدیہ میں جناب خواجہ صاحب نے اور میر قاسم علی صاحب نے تقریریں کیں اور اس کے بعد سات آدمیوں کو جن کے سینوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے سلسلہ حقہ کے متعلق انشراح عطا کر دیا تھا۔ بیعت کے خط لکھے اون کے اسمائے گرامی اسی رپورٹ میں دوسری جگہ درج ہیں۔

صادق کا پیام کاشی کے نام

احباب بنارس نے ٹون ہال صرف تین دن کیواسطے مانگا ہوا تھا۔ دو دن تو وہاں خواجہ صاحب کے لیکچر ہوئے جن کا اوپر ذکر آ چکا ہے۔ تیسرے دن احباب کے مشورہ سے میرا لیکچر قرار پایا جس کے دو حصے تھے۔ حصہ اوّل میں بنارس کے ہندوؤں کو خطاب تھا اور حصہ دوم میں وہاں کے مُسلمانوں کو۔ میرے لیکچر کے شروع ہونے سے پہلے جناب پریزیڈنٹ صاحب نے جو تقریر فرمائی۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے "آج کی تقریر اور مقرر کے نام سے حاضرین بذریعہ اشتہار اطلاع پا چکے ہیں۔ مولوی مفتی محمدؐ صادق صاحب کن کمالات علمی کو حاصل کئے ہوئے ہیں میری زبان اون کو بیان کرنے سے قاصر ہے خواجہ صاحب کے لیکچر آپ صاحبان سُن چکے ہیں اس کے بعد مفتی صاحب کی تقریر سننے سے آپ پر واضح ہو جائیگا۔ کہ **این خانہ ہمہ آفتاب است**۔ کس طرح سے علم کو جواہرات ان صاحبان کے سینوں میں بند ہیں یہ لوگ بظاہر دیکھنے میں سیدھے سادھے ہیں۔ مگر جب انسان ان کو قریب سے دیکھے اور ان کے کلام کو سُنے۔ تب ان کے فضائل علمی اور اون کے معلومات اپنیں گرویدہ کر لیتے ہیں یہ صاحبان کس قسم کو مخزن ہیں کہ جتنی دولت علمی کسیکو درکار ہو ان سے مل سکتی ہے"

مولوی غلام رسول صاحب کا کشف

اس پیام کے متعلق جناب مولوی غلام رسول صاحب کو ایک کشف ہُوا۔ جو ان کی اپنی تحریر میں درج ذیل ہے۔

"سیدنا حضرت مفتی صاحب کے لیکچر کے لئے جب ہم بنارس کے ٹون ہال میں گاڑی پر سوار ہو کر جا رہے تھے تو صاحب ممدوح نے اپنا لکچر میرے ہاتھ میں دیا کہ اس کی کامیابی کے لئے اس کو ہاتھ میں لے کر دُعا کرو۔ مجھے اس بے نفس انسان کی اس بات پر بہت ہی تعجب ہوا کہ آپ اس ناچیز کو دُعا کے لئے فرما رہے ہیں مجھ بہت ہی شرم آئی لیکن اِس لئے کہ یہ اپنا ہی کام ہے اور اسلام کی نُصرت اور تائید کے لئے الامر فوق الادب کے ماتحت لکچر کو ہاتھ میں لے کر دُعا کے لئے توجہ کی اور دُعا کی کہ الٰہی اسی صادق انسان کی صداقت اور اخلاص کی طفیل میری دُعا اس کی تائید میں قبول کر۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اور مسیح موعود کی عزت کے لئے اسے عزت دے اور اپنی توحید اور تقدیس کی خاطر اس کی نُصرت فرما۔ اِسی طرح دُعا کر رہا تھا کہ یک دفعہ مجھے انشراح صدر ہو گیا اور معاً میری رُوحانی آنکھ کھُل گئی جس سے آسمان سے مجھے بارش کی طرح انوار نظر آئے اور دیکھا کہ گویا آسمان کے دروازے کھل گئے اور بشارت معلوم ہوئی کہ کامیابی کامیابی۔ میں نے یہ سب ماجرا حضرت ممدوح سے راستہ ہی میں عرض کر دیا۔ جو بعینہ اسی طرح ظہور میں آیا۔ والحمد للہ علی ذالک۔

ناچیز غلام رسول احمدی راجیکی نزیل بنارس یکم مئی ۱۱ء"

پیام سے اقتباس

بعض احباب کے مشورہ سے یہ قرار پایا ہے۔ کہ میرا لیکچر بصورت کتاب علیحدہ شائع کیا جائے اور اس کا نام **تحفۂ بنارس** رکھا جاوے اس واسطے اس کا خلاصہ یہاں درج کرنے کی ضرورت نہیں مگر اس میں سے کچھ اقتباس ناظرین کی دلچسپی کی خاطر درج ذیل کیا جاتا ہے۔

"**اللہ اکبر** خدا کے پیاروں کی باتیں ہر وقت اور ہر زمانہ میں سچی نکلتی ہیں۔ ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ البرکات اور نبیوں کے سردار حضرت محمدؐ مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جس توحید کو دنیا میں پھیلایا۔ اور انسان کو ناکارہ بوجھوں سے آزاد کیا اس توحید کا پیام میں آج اہل بنارس کو پہنچانا چاہتا ہوں اور خدائے واحد سے دُعا کرتا ہوں۔ کہ وہ میرے کلام میں برکت ڈالے اور اس میں ایک ایک تاثیر رکھ دے جو اس مرکز ہنود کو ایک ایسی جنبش دے کہ محیط ہنود تک سارے رقبۂ ہند کے لئے موجب ہدایت ہو جاوے۔

اے کاشی! لوگ کہتے ہیں کہ تو بہت پُرانا شہر ہے۔ بعض ہندی پُستکوں کی رو سے تو دنیا میں سب سے پہلا شہر ہے جو عبادت کے واسطے بنایا گیا تھا۔ ایک مؤرخ کی رائے میں تو وہ شہر ہے جس نے حضرت سلیمان کے زمانہ میں اپنی آبادی کی عمدہ اشیاء

تخت گاہ سلیمان تک پہنچائی ہوں تو کچھ عجب نہین ۔ ایک مصنّف لکھتا ہے کہ ابھی بخت نصر فاتح نہ بن چکا تھا اور یونان اپنے عروج کو نہ پہنچ چکا تھا جب کہ بنارس تمدّنی حیثیت مین کمال حاصل کر چکا تھا مین تیری قدامت کے مسئلہ کو زیر بحث لانا نہین چاہتا ۔ اور جو فخر تجھے پرانا ہونے مین ہے ۔ اسمین تیری مخالفت کے درپے ہونا میرا کام نہین ۔ آثار قدیمہ اگر تجھ مین ہین تو تجھے مبارک ہون مین نے تیری عداوت کے لئے مونھ نہین کھولا بلکہ تیری بھلائی کے لئے ۔ اسلئے تو میری بات کو توجہ سے سُن تاکہ تیرا بھلا ہو۔"

"اے کاشی! تو ہندو مذہب کا مقدس شہر ہے ۔ اور ہندو دنیا کا مرکز ہے ۔ میرا تجھے مخاطب کرنا ساری ہندو دنیا کو مخاطب کرنا ہے میری باتون کی قدر کر کہ یہ درد دل سے نکلی ہین ۔"

"اے بنارس تو بُت خانون اور بُتون سے بھرا پڑا ہے ۔ جتنے مندر بتون کی پوجا کے لئے تیرے اندر ہین کبھی کسی شہر مین نہ ہون گے ۔ پر کیا کبھی تو نے سوچا ہے کہ ان مُتون نے تجھے کیا فائدہ دیا ۔ مین اُن بزرگون پر حملہ نہین کرتا جن کے نام پر یہ بُت بنائے گئے ہین ۔ اور کرشنا اور راما ایسے بہت سے پرم ایشور کے پیارے اِس زمین پر گذرے ہین ۔ جنھون نے اپنے رب کی بھگتی کی اور اس درجہ تک پہونچے ۔ بلکہ مین تو ان لوگون پر بھی بدظنی نہین کرتا ۔ جنھون نے اوّل اوّل راما اور کرشنا اور دیگر بزرگون کی تصویرین یا مورتیان بنائین کیونکہ انھون نے ایسا کام صرف ان لوگون کی جسمانی صورت کی یادگار قائم رکھنے کی خاطر کیا جیسا کہ آجکل مختلف شہرون مین کوئین وکٹوریہ اور کنگ ایڈورڈ کے بُت نصب کئے گئے ہین اُن بُت تراشون کا یہ منشا نہ تھا کہ کوئی ان کو معبود سمجھے اور ان کی پرستش کرے ہان پچھلون نے غلطی کھائی اور رفتہ رفتہ وہ غلطی ایسی بڑھی کہ لوگ پتھرون کو ایک طاقتور ہستی سمجھنے لگے اور ان کے آگے سر جُھکانے لگے اور انہین سے اپنی دعائین مانگنے لگے جو نہ سنتے ہین اور نہ ہی دیکھتے ہین اور جن کو جب کسی نے پھوڑ کر دیکھا وہ پتھر کے پتھر ہی نکلے ۔ اور مرور زمانہ سے ایسی غلطیان ہمیشہ بڑھی جایا کرتی ہین ۔ یہی وجہ ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے مامور ریفارمر ہمیشہ بھیجتا رہتا ہے تاکہ وہ پُرانی غلطیون کو نکال کر پھر لوگون کو راہ راست پر لاتے رہین ۔ وہ مقدس گھر جس کی شان مین خدا کی کلام فرماتی ہے ۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ تحقیق وہ پہلا گھر جو لوگون کے متوجہ ہونے کے لئے بنایا گیا ۔ وہ مکّہ مین ہے وہ برکت والا ہے اور ہدایت ہے سب عالمون کے لئے ۔ اس پاک گھر مین نادانون نے بُت کھڑے کئے تھے ۔ جن کو اس نقش محمد خدا محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے آکر نکالا اور ایسا نکالا ۔ کہ پھر آج تک وہ گھر عبادت الٰہی کے لئے خاص الخاص ہے ۔ سو ایسی غلطیان بڑھی جایا کرتی ہین لیکن اب وقت ہے کہ اب انکی اصلاح کر لی جائے ۔ مسلمانون نے یا آریون نے ہند مین بُت توڑے ہین یا نہین توڑے ۔ اِس بات سے ہمین بحث نہین لیکن اس مین شک نہین کہ بُت توڑے گئے اور وہ ٹوٹ گئے ان کا ٹوٹ جانا خود اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ وہ معبود نہ تھے اور نہ ہین ۔

"کیا کبھی کسی نے یہ نہ سنا ہوگا کہ کسی شہر مین کسی نے ایشور کو توڑ دیا یا خدا کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا پس اے پیارو! اس قادر مطلق ہستی کیطرف دوڑو جس کو کوئی توڑ نہین سکتا وہ جو زندگی ہے اور زندگی بخش ہے وہ جو قدیم ہے ۔"

"یہ پتھر مین تو اِتنا ہی شعور نہین ۔ بُت مین تو کچھ بھی سمجھ نہین ۔ مورتی مین تو ذرا بھی دفا نہین وہ تو صد سالہ پُجاری کا بھی سر توڑنے کے واسطے ایسا ہی تیار ہے جیسا کہ ایک انجان ناپہچان کے واسطے ۔ اس سے تجھ کیا حاصل ۔ اسے چھوڑ ۔ اس بے فائدہ بوجھ کو اپنے سر سے اُتار پھینک ۔ ایک خدا کو یاد کر۔"

"پس ثابت ہوا کہ پراچین مذہب اور سب سے پرانا اور پہلا طریقہ یہی ہے کہ کیول ایشور ۔ صرف خدا کی پرستش کیجاوے اور یہی مطلب ہے لا اِلٰہ اِلّا اللہ کا ۔ اور چونکہ اس کیول ایشور کی پوجا کو بڑے زور سے اس جہان مین قائم کرنے والا بڑا اوتار جو ہوا ہے وہ محمّد ہے (صلی اللہ علیہ وسلّم) اسواسطے بھی ہم اس کلمہ مین انکی رسالت کا بھی اقرار کرتے ہوئے کہتے ہین ۔

لا اِلٰہ اِلّا اللہ محمّد رسول اللہ ۔

کیا معنے پوجا کیول ایشور کی کرو ۔ یہ بات اُس کے اوتار محمّد نے ہمکو سکھا دی ہے کیا کوئی دانا آدمی اس پوتر منتر کے پڑھنے سے انکار کر سکتا ہے اسواسطے پھر سب کہہ دو ۔

لا اِلٰہ اِلّا اللہ محمّد رسول اللہ

اسی کلمہ سے بیڑا پار ہو گا اس سے تمام بوجھ اُتر جائین گے تھکے ماندون کی کوفت دور ہو گی ۔ گناہ مین ڈوبے ہوؤن کو نجات حاصل ہو گی ۔ اس کلمہ کا علم اور عمل انسان کو باخدا انسان بنا دیگا ۔ اوتار کا دیوتا بننے کا گھر یہی ایک کلمہ ہے ۔ پس کہو ۔

لا اِلٰہ اِلّا اللہ محمّد رسول اللہ ۔"

"اے کاشی کے بسنے والو! تم نے کرشن مہاراج کے قصے سُنے ۔ تمہارے دل مین بسا اوقات یہ آرزو پیدا ہوتی ہو گی اور یہ خواہش گدگدی کرتی ہو گی کہ کاش! ہم بھی کرشن مہاراج کے وقت مین ہوتے تو ان کا ساتھ دیتے ہم دشمنون کو ہلاک کرتے کیونکہ مہاراج دشمنون کا نشٹ کرنے کے سبب رُدّر کہلاتے تھے اور ہم بھی نیک لوگون کی پالن کرتے کیونکہ مہاراج گوپال بھی تھے وہ ایسے لوگون کی پالن کرتے تھے ۔ جو گائے کی طرح مخلوق الٰہی کے لئے بے ضرر اور فائدہ رسان ہوتے ۔"

"ہان اے کاشی کے بسنے والو! اس کرپالو دیالو ایک خدا کے آگے شکریہ مین اپنا سر زمین پر رکھ دو ۔ کہ اس نے تمہین مین سے تمہارے ہی ملک مین پھر رُدّر گوپال کو پیدا کر دیا اس نے تمہارے سامنے عجیب کام دکھلائے اس کی سانس سے وہ دشٹ ہلاک ہوئے ۔ جو تمام مقدس لوگون کو گالیان دینا اپنی خوبی جانتے تھے ۔ تم نے سنا ہو گا کہ پنجاب دیش مین ایک شخص لیکھرام گذرا ہے ۔ جس نے بُرا کہنے مین اپنے بزرگون کو چھوڑا اور نہ ہی بیگانون کو ۔ اس کے لئے یہ کرشن رُدّر ہوا اور ایسا ہی اس جیسون کے لئے ۔ پر وہ جنھون نے اس کا ساتھ دیا ۔ وہ ان کے واسطے گوپال بنا ۔ تم اس وقت کو غنیمت جانو اور خدا کے پیارے کو قبول کر لو ۔ سچائی کے قبول کرنے مین دیر کرنی اچھی نہین ایسا نہ ہو کہ تم بعد مین حسرت کے ساتھ کہو ۔ ع

یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد

مبارک ہین وے جنھون نے اس کی آواز کو سُنا اور اس کا ساتھ دیا کیونکہ وہ اس زمانہ کا نور ہے اور وہی نجات کا دروازہ ہے کوئی خدا کی رضا کو حاصل نہ کر سکیگا جب تک کہ اس دروازہ سے داخل نہ ہو ۔ ہلاکت ہے اس کے لئے جس نے اس کی قدر نہ جانی ۔ اور اسے فضول سمجھا ۔"

"اس اوتار کا نام **احمدؐ** ہے وہ پنجاب کے ایک گاؤن قادیان نام مین پیدا ہوا اور ساری عمر وہین گذاری ۔ بچپن سے اس کی طبیعت دنیوی جاہ و عزت سے متنفر تھی وہ ہمیشہ ایشور کی بھگتی مین سرشار رہتا ۔ سالہا سال تنہائی مین رہ کر وہ خدا کی عبادت مین اور دھیان مین مصروف رہا ۔ یہان تک کہ اس پر مکالمہ الٰہیہ کا دروازہ کُھلا ۔ خدا نے اس سے پیار کیا ۔ کیونکہ وہ خدا سے پیار کرتا تھا ۔ اس نے دنیا و مافیہا سے قطع تعلق کیا ۔ وہ خدا کا ہو گیا اور خدا اس کا ہو گیا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھولے گئے اور اس کی آواز آسمان مین قبولیت کی راہ پا گئی وہ کام جو دنیاداروں کے سامنے پہاڑ کی طرح اٹل ہوتے تھے اس کے منہ کے ایک کلام سے ٹل جاتے تھے ۔ ایذا رسان شریرون کو اس کا دم ہلاک کر دیتا تھا اور نیکوکارون کا ہاتھ پکڑ کر وہ آکاش کی طرف لے جاتا تھا ۔ اور انہین آسمان کے ستارون کی طرح دنیا کا نور بنا دیتا ۔ آسمان کے فرشتے فوج در فوج اسکی مدد کے واسطے اُترتے ۔"

"اے بھارت نواسیو! تم جو ہر شے دیش کی مانگتے ہو اور بدیشی چیزون سے نفرت ظاہر کرتے ہو اور کہتے ہو ۔ کہ ہم سودیشی ہین ۔ جب تم دنیوی چیزون مین ہر شے سودیشی کے

خواہش مند ہو۔ تو پھر اپنے سدیشی اوتار سے کیون بھاگتے ہو؟"

"اے کاشی تو میرے کرشن کی جے بول اور میرے راما کی فوج مین داخل ہو جا۔ تب تیری روشنی صبح صادق کی مانند چمکیگی اور تیری عافیت کی ترقی جلد نمایان ہوگی۔ تیری راستبازی دور دور تک پھیل جائے گی۔ خداوند کا جلال تجھ مین ظاہر ہوگا تب ایسا ہوگا کہ تو پکارے گا تو خداوند جواب دیگا۔ کیونکہ وہ گونگا معبود نہین وہ بہرا خدا نہین وہ ہر حال مین تیری راہنمائی کریگا۔ اور تیرے آگے آگے چلیگا۔"

"اے بنارس نواسی مسلمانو! تم اس شہر مین بہت تھوڑی ہو" "چند کلمات مختصر نصیحت کے تمہین خصوصیت کے ساتھ کہنا چاہتا ہون۔"

"ایک وہ زمانہ تھا کہ یہ شہر اسلامی شان و شوکت کے ساتھ محمد آباد کہلاتا تھا اور آج تمہاری شامت اعمال سے یہ حال ہے کہ مسجد دہرارا والی جو اورنگ زیب بادشاہ نے بنوائی تھی اس کے گرداگرد ایک میل تک مسلمانون کا کوئی گھر آباد نہین۔ ذرا سوچو اور غور کرو کہ تمہاری روحانی حالت کس قدر گری ہوئی ہے۔"

"ایک شخص اس زمانہ مین اس واسطے اٹھا ہے۔ کہ تمام ادیان پر دین اسلام کو غالب کرکے دکھلا دیوے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو دنیا مین قائم کرنے کے واسطے آگیا ہے مگر تم اسی کے مخالف بن بیٹھے ہو تمہارا فرض تھا کہ سب سے اول لبیک کہہ کر اس کی مدد کرتے۔"

"کیا قرآن شریف مین کوئی دلیل اس بات پر ہے کہ حضرت عیسیٰ اب تک زندہ آسمان پر ہین ہرگز نہین۔"

"پھر مین کہتا ہون کہ حضرت عیسےٰ کی وفات کا مسئلہ کوئی نیا بھی نہین پہلے مفسرین نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔"

"پس اے پیارو! چھوٹی چھوٹی باتون پر مت پھسلو۔ اور اعتراضون کی طرف مت دوڑو۔ نکتہ چینی کی بدعادت نہ ڈالو مین نے سنا کہ یہان ہمارے مخالفون نے ہمارے امام پر عیب چینیون کی ایک فہرست شائع کی ہے مین نے اسے دیکھا ہے وہ بالکل ایسی فہرست ہے جیسی عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا کرتے ہین۔ اکثر باتین محض دروغ اور افترا ہین۔ بعض ایسی ہین جو لکھنے والے کی سمجھ مین بھی نہین آئین۔ خیال کرو کہ نکتہ چینی سے یہودیون نے کیا حاصل کیا۔ جو آج تک حضرت عیسےٰ پر عیب گیری کرتے ہوئے مخالفت کرتے ہین اور اعتراضون کی عادت سے عیسائیون نے کیا حاصل کیا جنھون نے حضرت رسول کریم پر اعتراضات کرتے ہوئے ہزارون رسالے اور کتابین شائع کردین۔ وہ کون خدا کا پیارا ہے جس پر زمانے کے لوگون نے عیب نہین لگائے۔ امام ابو حنیفہ حضرت شیخ عبدالقادر امام شافعی۔ حضرت مجدد سرہندی۔ خدا کے سب پیارون پر عیب لگائے گئے۔ منصور غریب تو سولی پر ہی چڑھا دیا گیا ملانون کے پیچھے نہ چلو۔ یہ تو سب پر کفر کے فتوے لگاتے ہی چلے آئے ہین۔ اس بات سے نہ گھبراؤ کہ مسیح موعودؑ کو نبی اور رسول کہا جاتا ہے کیا حضرت عیسیٰ نبی نہ تھے یا رسول نہ تھے۔ پھر وہ جس کو خدا نے بھیجا وہ رسول نہ کہلائیگا تو کیا کہلائیگا۔ اور جو وحی الٰہی سے خبر پاکر پیشگوئیان کرتا ہے وہ نبی نہ کہلائیگا۔ تو کیا کہلائیگا۔ جس کو حدیث نے نبی کہا ہے۔ وہ نبی نہین تو پھر کون نبی ہے۔ ہان اگر کوئی شخص قرآن شریف کی شریعت کا انکار کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے انکار کرے اور کہے کہ براہ راست خدا کے پاس پہونچ گیا اور نبی بن گیا وہ جھوٹا ہے۔ اس زمانہ مین دو ہی شخصون نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ ایک ڈوئی نے جو امریکہ مین تھا۔ اور ایک مرزا صاحب نے جو قادیان مین گذرے ہین۔ ڈوئی نے اسلام کی شریعت کا انکار کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ مانا اور کہا خدا نے مجھے نبی کہا ہے۔ مرزا صاحب نے کہا کہ آنحضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال متابعت۔ شریعت اسلام کی کمال فرمان برداری کے طفیل مجھے اس واسطے نبوت عطا ہوئی کہ تا دین اسلام کی سچائی ثبوت ہو۔ دونون نبیون کا مقابلہ ہوا اسلام کے نبی نے فتح پائی۔ ڈوئی ہلاک ہوا اور ثابت ہوگیا کہ دین اسلام سچا اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی سلطنت دنیا مین قائم ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولئك مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین حسن اولئك رفیقاً۔ جس نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی۔ وہ ان لوگون کے ساتھ ہے جن پر خدا نے انعام کیا وہ کون ہین۔ نبی۔ صدیق۔ شہید۔ اور صالح۔ وہ اچھے رفیق ہین اب دیکھو۔ اللہ اور رسول کی اطاعت سے یہ درجات ملتے ہین خود خدا فرماتا ہے۔ کیا یہ انعام اس مرحومہ امت کے کسی فرد بشر پر نہین ہوئے اور نہین ہو سکتے۔ قرآن شریف مین لفظ خاتَم النبیین ہے۔ ت پر زبر ہے۔ اس کے معنے ہین نبیون کی مہر یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر جب تک نہ لگے۔ کوئی نبی نہین ہو سکتا۔ قرآن شریف مین لفظ خاتِم ت کی زیر کے ساتھ نہین اپنے گھرون مین جاکر اپنے اپنے قرآن شریف کھول کر دیکھو اور اس کا ترجمہ پڑھو۔ نمونہ کے طور پر جو قرآن شریف اس وقت میرے پاس ہے وہ دکھا دیتا ہون (قرآن شریف ترجمہ شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالقادر دکھایا گیا) غیر احمدیون کے مطبع کا چھپا ہوا ہے۔ اور پرانے بزرگون کا کیا ہوا ترجمہ ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضان پاکر کوئی نبی نہین ہوا۔ تو پھر وہ خاتم النبیین کیسے ہین جو لوگ مرزا صاحب کا انکار کرتے ہین وہ تو خاتم النبیین کا انکار کرتے ہین خدا سے ڈرو اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ حدیث شریف مین بھی آیا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ۔ (ملاحظہ ہو۔ مجمع البحار کی آخری جلد تکملہ۔ لفظ زید کی تشریح) یہ کہو کہ وہ نبیون کی مہر ہین۔ یہ نہ کہو۔ کہ اس کے بعد کوئی نبی نہین۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا رات دن اس حبیب خدا کے پاس رہتی تھین وہ جانتی تھین۔ کہ آنحضرت صلعم کا کتنا بڑا رتبہ ہے۔ ان کو محسوس ہو رہا تھا کہ اس محبوب الٰہی سے فیض پاکر بعض لوگ نبی بن جاوین گے۔ حضرت معین الدین چشتی فرماتے ہین۔ ؎

دم بدم روح القدس اندر معینی مے دمد
من نمے گویم مگر من عیسیِ ثانی شدم

دیکھو وہ بھی عیسےٰ ثانی ہونے کا دعوےٰ کرتے ہین۔ پھر حدیث مین آیا ہے۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہون گے کوئی عالم موسےٰ کی مانند ہے۔ کوئی عالم عیسیٰ کی مانند ہے۔ تم نبوۃ کے لفظ سے نہ گھبراؤ۔ اپنے نبی کی شان دیکھو۔ خدا نے اس کا بڑا درجہ بنایا ہے۔ اس کے فیضان سے تو ایک کیا سینکڑون عیسےٰ بن سکتے ہین۔ تم ان باتون پر ٹھوکرین نہ کھاؤ۔ جوانمرد بنو خدا کے پہلوان کا ساتھ دو تاکہ اسلام کی فتح ہو اور تمہارا نام فتحمندون مین لکھا جاوے۔ یہود کی خصلت اختیار نہ کرو۔ خشک ولی کو چھوڑ دو۔ اپنے رب کے آگے گڑگڑاؤ اور زاری کرو تاکہ تم پر رحمت کے دروازے کھولے جائین۔ اپنی ہمسایہ قوم کو بھی سکھلاؤ۔ مامور وقت کو نہ ماننے مین تم ان سے زیادہ زیر الزام ہو۔ کیونکہ تم نے قریبی ہوکر قطع رحم کیا۔ وہ تو دور پڑے تھے۔ پر تم تو سب کچھ جانتے تھے۔"

"اے پیارے بھارت نواسیو! تم ہندو کہلاتے ہو یا مسلمان مین تبلیغ کا حق تم پر ادا کر چکا۔ خدا کی بات تم تک پہنچ چکا۔ خدا کے فرستادہ کا پیغام تمہارے شہر مین کھڑے ہو کر سنا چکا۔ اب قبول کرو۔ تو خدا غفور الرحیم ہے۔ اور اگر نہ کرو تو وہ غنی عن العلمین ہے۔ بالآخر مین دعا کرتا ہون کہ اے پرماتما دیالو کرپالو۔ بھارت نواسیون کے ہردون مین جیوت دے۔ کہ وہ تیرے شبہ اوتار کو پہچان لین اور ان کو استے پنتھون کے اندھکار سے نکالکر اسلام مین داخل کر دے۔ اے رحمٰن رب تو ہی سب کا ہادی ہے اپنے عاجز بندون کے گناہون کو معاف فرما اور انہین اپنے قرب کی راہون پر چلا کہ تو قادر قدیم حی قیوم ہے۔ وآخر دعوٰنا

ان الحمد للہ رب العالمین "

اس پیام کا اثر

جناب خواجہ صاحب کی تقریروں سے اہل بنارس پر یہ ظاہر ہوچکا تھا کہ خدام احمدؑ دین اسلام کے کیسے حامی اور ناصر ہین اور بہت لوگون کے دلون سے وہ نفرت دور ہوچکی تھی۔ جو بسبب غلط فہمیون کے وہ اس سلسلہ کے ساتھ رکھتے تھے۔ اُس کے بعد اِس پیام مین اُن کے سامنے سلسلہ حقہ احمدیہ کی تبلیغ وضاحت کے ساتھ پیش ہوئی جس کا بہت نیک اثر ہوا۔ اور لوگون نے کہا۔ کہ آپ نے اصل کام تو آج کیا ہے۔ بلکہ بعض نے کہا کہ یہ لیکچر تو پہلے ہی دن ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن جب تک پہلے بدگمانیون کو دور نہ کیا جاتا ایسی تقریر کے سننے کے واسطے بعض لوگون کے طبائع طیار ہونے مشکل تھے اس واسطے جو پروگرام بنایا گیا تھا۔ اس موقعہ پر وہی زیادہ مفید تھا۔ اس پیام کو سُن کر ہمارے بڑے مخالف حاجی قادر بخش صاحب کے فرزند ارجمند بخشی عبد الحمید صاحب نے کہا کہ آپ اس قسم کا ایک وعظ میرے مکان پر کرین۔ چنانچہ وہان وعظ ہوا۔ بخشی عبد الحمید صاحب اور اون کے بھائی بخشی عبد العزیز صاحب تحریری درخواست کے ذریعہ سے داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرماوے۔ اب غیر احمدیون نے درخواستین پیش کین کہ اون کے محلون اور بازارون مین وعظ کیا جاوے جن کا انتظام بھی انہی لوگون نے اپنے ذمہ لیا۔ ان لوگون کی خواہش کو پورا کرنے کے واسطے میر قاسم علی صاحب حافظ روشن علی صاحب اور مولوی غلام رسُول صاحب راجیکی بنارس مین تین روز اور ٹھہرے اور خوب جابجا وعظ کئے۔ جن سے بہت سے لوگون کے شکوک رفع ہوئے۔ اور بعض نے بیعت کی درخواستین بھی تحریر کین۔

رپورٹ مکتوبہ بخشی صاحب

اب مین یہان بخشی صاحب کی وہ رپورٹ درج کرتا ہون۔ جو کہ انھون نے بنارس سے بخدمت حضرت خلیفۃ المسیح عہ ارسال کی ہے کیون کہ اس مین تمام کارروائی کا خلاصہ درج ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مرشدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور کی دُعا اور توجہ سے یہان نہایت کامیابی کے ساتھ ٹون ہال مین اور بعض دیگر مقامات پر تقریرین ہوئین جس کا بہت نیک اثر سامعین پر ہوا۔ ۱۳ - آدمیون نے بیعت کی۔ خواجہ صاحب کے الٰہ آباد کے لکچر کے سبب سے یہان ہندو مسلمان بہت منتظر تھے۔ دو لکچر ٹون ہال مین ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن شریف کی صداقت پر۔ جسمین ایسی لطافت سے تبلیغ تھی۔ جس کا بیان کے عمائد پر بہت بڑا اثر ہوا۔ جو روز بروز ترقی پذیر ہے۔ اور تمام مخالفت جو شہر کے لوگون مین تھی۔ دُور ہوتی جاتی ہے۔ اون کی اور میر صاحب کی ایک ایک وعظ جو خاص احمدیون مین ہوئی جس کے بعد ان تیرہ ۱۳ مذکورہ بالا آدمیون نے بیعت کی۔ شہر کے لوگ اور وکلا جو ہم کو کافر جانتے تھے۔ مسلمان سمجھنے لگے۔ مخالفین نے جس قدر مخالفت کی۔ اوسی قدر خدائے پاک نے ہر پہلو سے حضور کی دُعا سے معاونت کی۔ ایک ہندو رئیس نے تمام بزرگان سلسلہ و نیز جملہ احمدی برادران جو یہان موجود تھے اون کی دعوۃ کی جس سے مخالفین کو اور بھی صدمہ ہوا۔ اون کے بعد مفتی صادق صاحب نے ایک جامع تقریر تردید بُت پرستی پر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود کے دعوے اور اوس کے دلائل نہایت صاف الفاظ مین کھول کر بیان کردئے جس سے لوگون کو اصلیت معلوم ہوگئی۔ حافظ صاحب نے جو تمام علوم مین دریائے بیکنار ہین۔ علاوہ کئی تقریر و قرأت دلپذیر کے بعض لوگون کو علیحدہ ایسا عمدہ سمجھایا اور اون کے اعتراضات کا کافی جواب دیا۔ کہ لوگ قائل ہوگئے۔ ایک ہندو سادہو نے جلسہ مین چند سوال کئے تھے۔ حافظ صاحب نے ایسا لطیف جواب دیا جس کا اثر تمام جلسہ پر بہت اچھا ہوا۔ دوسرے روز مکان پر آیا اور بہت سے سوالات لکھ کر لایا تھا۔ اس کا بھی جواب ایسا عمدہ اور صاف حافظ صاحب نے دیا۔ جس پر اس نے کہا کہ آج تک کسی مولوی نے میرے سوالات کا ایسا کافی جواب نہین دیا بلکہ ثناء اللہ بھی لاجواب رہا۔ آج میرے کل سوالات حل ہوگئے اور کسی قسم کا شک باقی نہین رہا۔ یہ سب فیض جناب مرزا صاحب کا ہے اور اور آپ لوگ ہمیشہ غالب رہین گے۔ اور کوئی مقابلہ نہین کرسکتا مولوی سید سرور شاہ صاحب جو شاہِ عُلما ہین اونھون نے ایک وعظ خطبہ جمعہ کے بعد کہا۔ اور ایک وعظ مہاراجہ صاحب کی کوٹھی پر میر قاسم علی صاحب نے جنہین طوطیٔ ہند کہنا زیبا ہو بڑی فصاحت سے کیا۔ اور مولوی غلام رسول صاحب نے جن پر یہ مصرع کہ۔

آب چشمۂ حیوان درون تاریکی ست

صادق آتا ہے نہایت لطیف صوفیانہ مذاق پر تقریر فرمائی اور حضرت صاحب کا ذکر کیا جس کی وجہ سے شہر مین ایک چرچا ہوگیا ہے۔ لوگ ان بزرگون کی علمی لیاقت اور تقوے کے قائل ہوگئے ہین۔ مرزا اسحٰق بیگ صاحب رئیس بنارس سے مین نے جناب حافظ صاحب وغیرہ کی ملاقات کرائی۔ وہ ذی علم اور انگریزی مین بھی بی۔ اے ہین۔ بعد مغرب گفتگو شروع ہو گئی اور ۹ بجے شب تک گفتگو رہی وہ بہت سے لوگ جمع تھے اون کے جواب مین جناب حافظ صاحب و میر صاحب و مولوی غلام رسول صاحب نے ایسے ایسے لطیف اور عمدہ نکات بیان کئے کہ سامعین پر بھی بہت بڑا اثر پڑا۔ اور سب نے کہا کہ بے شک آپ حق پر ہین اور دوسرے روز وہ رئیس میرے مکان پر بغرض ملاقات بزرگان سلسلہ کے تشریف لائے۔ اس پر تمام شہر مین یہ شور ہے کہ وہ بھی قادیانی ہوگئے۔ حضور دُعا فرمائے۔ کہ ایسا ہی ہو۔ حاجی قادر بخش صاحب جو میرا چچا اور سب سے بڑا مخالف یہان ہے۔ اس نے مولوی محمد عظیم کو بلایا تھا۔ مگر خدا نے ہر طرح سے اون کو شکست دی و ذلیل کیا اور دو مسجدون سے معلے سے ہٹا دیا اور اہل سبع کے جلسہ مین ممبر سے اوتار دیا گیا اور اوسی میرے چچا حاجی کے دو بڑے لڑکے عبد الحمید اور عبد العزیز نامی بیعت مین داخل ہوئے اور بیعت نامہ لکھ دیا جو ارسال خدمت شریف ہے اور قبل بیعت کے عبد الحمید نے ایک وعظ بھی بزرگان سلسلہ سے اپنے مکان پر کرایا تھا۔ اور عام دعوت بھی کی تھی۔ بعد تشریف لیجانے بزرگان سلسلہ کے بیعت نامہ ہر دو برادران نے تحریر کردیا۔ جس کا بڑا صدمہ حاجی مذکور کو ہوا۔ یہ سب کامیابی حضور کی دُعا سے ہوئی ورنہ بقول مخالفین ہم لوگ صرف ۱۱ آدمی احمدی تھے۔ حضور کی صحت و طاقت کے لئے ہم سب احمدی دُعا کرتے ہین۔ جملہ احمدی برادران کی طرف سے حضور کی خدمت مین دست بستہ سلام قبول ہو۔

عریضہ ادب۔ عبد الرزاق بخشی۔ سکرٹری انجمن احمدیہ بنارس

۱۲ - مئی سنہ ۱۹۱۱ء

احباب بنارس

صفر الف میلہ مین عاجز نے احباب بنارس کا ذکر مفصل کیا تھا۔ اب اس کے دُہرانے کی ضرورت نہین۔ البتہ اس بات کا ذکر کردینا ضروری ہے کہ بنارس کی چھوٹی سی جماعت نے اس جلسہ کے اخراجات کی برداشت کرنے مین غیر معمولی حوصلہ دکھایا۔ میان شبراتی ایک غریب آدمی ہین۔ چھ روپے ماہوار ان کی تنخواہ ہے انھون نے مبلغ پچیس روپے چندہ دیا۔ اسی سے دیگر احباب کے مالی نثار کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ بخشی عبد الرزاق صاحب اور اون کے صاحبزادہ خلیل الرحمٰن صاحب کس جوش کے ساتھ رات دن جلسہ کے کام مین مصروف رہے۔ خان صاحب عبد الرشید خان کو اللہ تعالےٰ نے کس قدر جوش اور اخلاص خدمات دین کیواسطے مرحمت فرمایا ہے۔ مین حیران ہون کہ تھوڑے سے عرصہ مین جماعت بنارس نے بہت بڑی روحانی ترقی کی ہے ٹون ہال کی آرائش اور اشتہارات کی تقسیم وغیرہ خدمات کے متعلق داروغہ عبد الحلیم صاحب خاص شکریہ کے مستحق ہین۔ اللہ تعالےٰ سب کو جزائے خیر دے۔ بنارس کے تمام ممبران احمدیہ کے

نام مفصلہ ذیل ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

فہرست ممبران جماعت احمدیہ بنارس

مولوی محمد الٰہی بخش صاحب ۔ محمد اکرم خان صاحب ۔ محمد عبدالرزاق صاحب ۔ عبدالرشید خان صاحب ۔ شیخ شبراتی صاحب ۔ محمد خلیل الرحمٰن صاحب ۔ محمد خالد صاحب ۔ عبدالعلیم صاحب حبیب شاہ صاحب ۔ حبیب الرحمان صاحب ۔ سعید الرحمان صاحب ۔ فضل الرحمٰن صاحب ۔ عبدالاحد خان صاحب شیخ عبدالکریم صاحب ۔ عبدالرحمان صاحب ۔ شیخ محمد عیسیٰ صاحب ۔ حافظ عیدو صاحب ۔ محمد شفیع خان صاحب نور محمد صاحب ۔ محمد شکور صاحب ۔ شیخ عیدو (نداف) عطا حسین صاحب ۔ فدا حسین صاحب ۔ منشی شاہ حسن صاحب عبدالواحد صاحب ۔ محمد عثمان صاحب ۔ اہلیہ محمد خالد صاحب اہلیہ بخشی صاحب ۔ اہلیہ داروغہ عبدالعلیم صاحب ۔ والدہ صاحبہ محمد خالد ۔ والدہ محمد خالد ۔ اہلیہ عبدالرشید خان صاحب ۔ خالہ صاحب خلیل احمد ۔ نانی صاحبہ خلیل احمد ۔ عبدالحکیم ولد عبدالعلیم صاحب ۔ عبدالسلام ۔ عبدالغفار صاحب ۔ دختر عبدالعلیم صاحب ۔ دختر بخشی صاحب سہ کس ۔ پسر محمد خالد ۲ کس۔

نو مریدین جنھوں نے جلسہ پر بیعت کی

ڈاکٹر عبداللطیف صاحب ۔ صاحبراج خان صاحب ۔ مبارک خان صاحب ۔ شیخ کریم بخش صاحب ۔ شیخ نبی بخش صاحب غلام صدیق خان صاحب ۔ مظہر حسین صاحب برادر بابو محمد عثمان صاحب الٰہ آباد ۔ میاں مدار بخش صاحب اہلیہ مدار بخش صاحب ۔ چودہری خدا بخش صاحب ۔ محمد یوسف صاحب سکنہ کراری ۔ بخشی عبدالحمید صاحب پسر حاجی قادر بخش صاحب ۔

شکریہ

ہمارے دو لیکچر جناب مہاراجہ صاحب بنارس کی کوٹھی کے احاطہ میں ہوئے۔ ایک جناب میر قاسم علی صاحب کا اور ایک جناب مولوی غلام رسول صاحب آف راجیکی کا۔ اس جگہ ضروری ہے۔ کہ ہم **گورنمنٹ برطانیہ** کا شکریہ ادا کریں جس کے عاقل مدبرین نے ایک لائق والی ریاست کو باختیار کر دینے میں نہ صرف دانائی سے کام لیا بلکہ رعایائے ہند کو اپنا احسان مند اور شکر گذار بنا دیا ہے۔ ان مہاراجہ صاحب بہادر کا نام نامی ہے

ہز ہائی نیس مہاراجہ سر پربھو نارائن سنگھ صاحب بہادر جی ۔ سی ۔ آئی ۔ ای

مونگھیر ابھی ہم بنارس ہی میں تھے کہ احباب مونگھیر کی طرف سے ایک ڈیپوٹیشن پہونچا۔ کہ ہمیں وعظ کے واسطے طلب کیا جاتا ہے جس کے جواب میں ہم نے عرض کیا کہ بغیر حکم حضرت خلیفۃ المسیح ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ اس پر سید وزارت حسین صاحب نے تار دیکر حضرت خلیفۃ المسیح سے ہمارے مونگھیر جانے کے لئے اجازت منگوائی۔ اس واسطے سید سرور شاہ صاحب اور یہ عاجز مونگھیر گئے۔ جہاں ہم دو دن رہے۔ وہاں کے حالات کی رپورٹ جناب حکیم خلیل احمد صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ نے تحریر فرمائی ہے۔ جو کہ درج ذیل کی جاتی ہے۔

انجمن احمدیہ مونگھیر کا ایک مفید جلسہ

بنارس کے جلسہ کی خبر سن کر ممبران انجمن احمدیہ مونگھیر نے مناسب سمجھا کہ تمام ان بزرگوں کو جو کہ بنارس کے جلسہ احمدیہ میں تشریف لائیں۔ مونگھیر میں بھی مدعو کیا جاوے۔ اور ان سے درخواست کی جائے۔ ازراہ نوازش مونگھیر بھی تشریف لا کر ہم لوگوں کو مستفیض ہونے کا موقعہ دیں۔ چنانچہ اس غرض کے لئے انجمن احمدیہ مونگھیر کی طرف سے جناب مولوی سید وزارت حسین صاحب مولف مراۃ الجہاد وکیل ہو کر بنارس تشریف لے گئے۔ اور حضرت اقدس امیر المومنین مدظلہ کی خدمت بابرکت میں تار دیکر اجازت حاصل کی۔ گرچہ حضرت امیر نے سوائے خواجہ صاحب مدظلہ کے سب بزرگوں کو جانے کی اجازت دیدی۔ لیکن ضرورتاً و مصلحتاً مخدومی جناب حافظ روشن علی صاحب و جناب مولوی غلام رسول صاحب مدظلہ و جناب میر قاسم علی صاحب مدظلہ مونگھیر تشریف نہیں لا سکے اور احباب نے ضرورت سخت دیکھ کر ان کو روک رکھا۔ لیکن ہمارے قدیم مخدوم جناب سرور شاہ صاحب و حضرت مفتی محمد صادق صاحب دامت برکاتہم نے ہم لوگوں کو سرفرازی بخشی اور اس قدر قریب آ کر جماعت احمدیہ مونگھیر کو محروم رکھنا مناسب نہ سمجھا۔ چنانچہ ۲ مئی سنہ ۱۹۱۱ء کی شب کو ایک استقبالی کمیٹی مونگھیر سے جمال پور کو روانہ ہوئی۔ جس کمیٹی کے امیر حضرت مولانا عبدالماجد صاحب پروفیسر ٹی ان جوبلی کالج بھاگلپور تھے اور جس کے ممبر جناب مولوی احسان الحق صاحب بی۔ اے و جناب مولوی فاضل ابوالفتح محمد عبدالقادر و جناب ماسٹر محبوب علی صاحب و جناب سید محمد عبدالغفار صاحب و جناب سید محمد اصغر صاحب و جناب حبیب الرحمان صاحب و عزیزم فضل الٰہی قمر الہدیٰ و مختار الحق صاحب اور ہمارے ایک غیر احمدی دوست محمد شریف صاحب وغیرہ تھے۔ خوش قسمتی سے ہم لوگوں کو زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا۔ فوراً گاڑی آئی اور ان بزرگوں کی زیارت ہم لوگوں کو نصیب ہوئی اور ہمارے مخلص بھائی جناب مولوی احسان الحق صاحب نے حضرت سرور شاہ صاحب و حضرت مفتی صاحب کو وہیں اسٹیشن کے ہوٹل میں چائے وغیرہ کی دعوت دی۔ پھر ۱۲ بجے کی ٹرین سے ہم لوگ معہ اپنے مخدوموں کے مونگھیر پہونچے۔ و جناب مولوی حبیب اللہ صاحب۔ ایم۔ اے ڈپٹی کلکٹر کے مکان پر فروکش ہوئے۔ انجمن احمدیہ کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر یہ مکان ان کے صاحبزادہ بابو خلیل اللہ نے دیا تھا۔ اس دفعہ بھی ان کے قریبی رشتہ دار بابو محمد عمر صاحب نے وہی مکان مہمانوں کو اوتارنے کے لئے خالی کر دیا تھا۔ انجمن احمدیہ مونگھیر جناب ڈپٹی صاحب اور ان کے بااخلاق رشتہ داروں کی بہت مشکور ہے۔

انجمن احمدیہ مونگھیر کی طرف سے ۲ ۔ ۳ ۔ ۴ مئی سنہ ۱۱ء کے جلسہ کا اشتہار شائع ہوا۔ بسبب شدت گرمی کے رات ہی کے وقت جلسہ کا انتظام کیا گیا اور لیکچر گاہ کو گیس وغیرہ کی روشنی سے منور کیا گیا اور شب ماہ نے اور بھی نور علیٰ نور کر دیا۔ یہ جلسہ ہر سہ شب پورب سرائے میں ماسٹر محبوب علی صاحب کے مکان کے متصل ماسٹر صاحب کی مملوکہ سفید زمین پر فرش کر کے منعقد کیا گیا۔ پچھلا جلسہ اسی جگہ پر ہوا تھا۔ اللہ تعالےٰ ماسٹر صاحب موصوف کو جزائے خیر دے کہ ان کی زمین اس مبارک کام کے واسطے ہمیشہ کام آتی ہے۔

اجلاس اوّل کی کارروائی

اوّل خاکسار کی تحریک اور جناب مولوی احسان الحق صاحب بی۔ اے کی تائید سے جناب مخدومی مولوی عبدالماجد صاحب صدر جلسہ مقرر ہوئے اور تھوڑی دیر تک آپ نے حسب موقعہ افتتاحی تقریر کی۔

بعد اس کے حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب مدظلہٗ نے نہایت فاضلانہ اور عالمانہ پُر زور اور معنی خیز وعظ بیان فرمایا آپنے سورۂ بقر کا ابتدائی رکوع تلاوت فرمایا۔ اور یؤمنون بالغیب کی نہایت پاکیزہ تفسیر بیان کی اور اس سے ضرورت امام ثابت کیا۔ پھر آپ نے یہ بھی دکھایا۔ کہ متقی بننے کی ہر ایک مذہب تعلیم دیتا ہے لیکن صرف یہ اسلام ہی کی خوبی ہے۔ کہ وہ متقی کو اس سے آگے کے مراتب طے کرنے کی تعلیم دیتا ہے اور مکالمہ و مخاطبہ الٰہیّہ سے مشرف کرتا ہے۔ باوجود تکلیف آشوب چشم کے آپ نے ڈھائی گھنٹہ تک تقریر کی۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیّہ کی صداقت پُر زور دلائل سے ثابت کی اور تبلیغ کا حق ادا کیا۔ چون کہ رات زیادہ گذر گئی تھی۔ اس لئے سامعین کے شکریّہ کے ساتھ صدر جلسہ نے جلسہ کو برخواست کیا۔

دوسرے اجلاس کی کارروائی

اوّلاً صدر جلسہ جناب مولانا عبد الماجد صاحب نے حضرت سید سرور شاہ صاحب و حضرت مفتی صاحب بزرگان دین کا شکریّہ ادا کیا اور بیان فرمایا کہ ان بزرگون کی زیارت ان کی صحبت ان کی ملاقات ایک نعمت ہے۔ کیون کہ ان کا وجود ان کی غرض اور ان کا مُدعا اشاعت اسلام ہے۔ حدیثون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ رسُول عربی علیہ الصلوٰة و السلام کو ان لوگون کا کس قدر پاس اور لحاظ تھا۔ جو کہ اشاعت اسلام کے لئے کوشان تھے۔ آپ پیدل چلتے تھے۔ اور ان کو اونٹ پر سوار کر کے اشاعت اسلام کے لئے روانہ کرتے تھے۔ غرضیکہ اسی ضمن مین آپ نے نہائت پُر لطف اور پُر درد تقریر کی۔

بعد اس کے حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ اُٹھے اور آپنے بیان فرمایا۔ کہ مہاجرین قادیان کو کیسا ہونا چاہیئے۔ اور ایک امام کے زیر نظر رہنے سے ان کی حالت کیسی نازک ہوتی ہے اور کس طرح امید و بیم مین وہ رہتے ہین۔ پھر آپنے حضرت مولوی عبد الماجد صاحب کا شکریہ ادا کیا اور سورہ صف کی چند آیات کو تلاوت فرمایا اور مخالفین سلسلہ پر نہائت احسن طریقے تبلیغ پوری کیا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کی پیشگوئیون پر جو کوتاہ اندیش اعتراض کرتے ہین نہائت معقول اور مدلل جواب قرآن و حدیث سے دیا۔ خصوصاً نکاح والی پیشگوئی پر تو ایسا برجستہ جواب دیا۔ کہ سامعین محو ہو گئے۔ چون کہ ہم لوگ بھی محو ہو رہے تھے۔ اس لئے آپ کی تقریر کا پوراٹ نہین لے سکے ہماری درخواست حضرت مفتی صاحب سے ہے کہ آپنے نکاح والی پیشگوئی پر جو تقریر بیان فرمائی تھی۔ اپنے قلم سے لکھ کر اخبار بدر مین شائع فرمادین۔ ہمین امید ہے کہ ہمارے مخدوم ہماری اس درخواست کو ضرور قبول فرمائین گے۔

(پھر کبھی انشاء اللہ ۔ اڈیٹر)

تیسرے اجلاس کی کارروائی

چون کہ حضرت مفتی صاحب کی خدمت مین ایک تار جناب مولوی انوار حسین صاحب رئیس شاہ آباد کا آگیا۔ کہ حضرت امیر نے آپ کو شاہ آباد آنے کی اجازت دیدی ہے جلد تشریف لائے اس لئے صبح ۷ بجے آپ مونگھیر سے روانہ ہوگئے۔ چون کہ آپ نے اپنے جانے کا اعلان شب ہی کے جلسہ مین کر دیا تھا۔ اس لئے تیسری شب کے جلسہ مین لوگ کم آئے۔ اوّلاً برادرم مولوی سعید الحسن صاحب مختار نے سورہ فاتحہ پر ایک مفید اور دلچسپ تقریر کی۔

بعد اس کے ہمارے مخدوم جناب مولوی ابو الفتح محمد عبد القادر صاحب مولوی صاحبزادہ حضرت مولوی عبد الماجد صاحب نے اسلام کا خدا اور اس کی ہستی کے جواب مین ایک عالمانہ اور فلسفیانہ اور نہائت مؤثر تقریر کی۔ آپنے سترہوین سیپارہ کا آخری رکوع یاایّھا النّاس ضرب مثلٌ فاستمعو الہ انّ الّذین تدعون من دون للّٰہ لن یخلقوا ذبابًا الخ تلاوت فرمائی اور اسی سے اپنے مُدعا کا ثبوت پیش کیا۔ اور ممات عیسےٰ ثابت اور مسیح علیہ السلام کے خالق ہونے کی تردید کی اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور ان کی ماموریت کو ایک نئے انداز سے ثابت کیا۔ اور نہائت ہی احسن طریقے سے سامعین اور مخالفین پر حجت پوری کی۔ بعد ازان جناب مولوی سید وزارت حسین صاحب مؤلف مرآة الجہاد نے نبی عربی صلی اللہ علیہ الصلوٰة والسلام کی مدنی اور آپکے اسوہ حسنہ پر نہائت شستہ اور پُر زور تقریر فرمائی آخر مین خاکسار نے ایک مخالف مولوی حکیم یعقوب کے ایک اشتہار جو کہ اس نے اُسی روز تقسیم کیا تھا۔ اور کمال بے حیائی سے مباہلہ کا وہی پُرانا اعتراض دُہرایا تھا۔ صدر جلسہ کی اجازت سے اسی جلسہ مین اسکا جواب دیدیا۔

سب کے آخر مین جناب صدر جلسہ مولوی عبد الماجد صاحب نے سامعین کے شکریہ کے ساتھ جلسہ کو برخواست کیا۔ بفضلہ تعالےٰ یہ جلسہ بھی نہائت مبارک ہُوا۔ کہ اس کے بعد سات آدمیون نے بیعت کی۔

انجمن احمدیہ مونگھیر اپنے امام اور اپنے آقا خلافت مآب جناب حضرت امیر المؤمنین رض کی اس سرفرازی اور عزت افزائی کی بہت ممنون و مشکور ہے کہ حضور نے ہم لوگون کی درخواست کو قبول فرماکر ان بزرگون کو مونگھیر تک آنے کی اجازت دیدی اللّٰھم ایدہ اللہ بنصرہٖ۔

بیعت ان تقریرون کے اثر سے سات کس داخل بیعت ہوئے۔ جنہین سے خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہمارے مکرم دوست جناب سید شفیع احمدؐ صاحب رئیس مونگھیر ہین۔ اللہ تعالیٰ سب کو استقامت عطا فرمادے

خاکسار خلیل احمدؐ از مونگھیر۔

مباہلہ ہمارے وہان سے چلے آنے کے بعد کسی شخص جبرعلی نام نے ہمارے اور جماعت احمدیّہ مونگھیر کے نام لکھ کر ہمین مباہلہ کے واسطے بُلایا ہے اور ایک چھپا ہُوا اشتہار یہان آیا ہے۔ جس کے جواب مین حضرت خلیفة المسیح نے احباب مونگھیر کو لکھا ہے۔ کہ "پہلے طرفین اپنے اپنے دلائل ایک دوسرے کے ذہن نشین کرائین اور حجت پُوری کی جاوے۔ پھر جس سے مباہلہ کیا جاوے وہ عظیم الشان جماعت کا امام ہونا چاہیئے جس کے مباہلہ کے نتیجہ سے معتد بہ فائدہ پہونچ سکے۔ اگر کوئی لوگ تردّد مین ہین تو وہ الگ ہو جاوین۔ ہم کسی کو نہین روکتے مباہلہ کا یہی طریق قرآن شریف مین لکھا ہے کہ جیسے ذی وجاہت لوگ ایک طرف سے ہون ویسے ہی دوسری طرف سے بھی ہون"

شاہ آباد و شاہجہان پور ابھی ہم مونگھیر مین تھے۔ کہ ہمین تار ملا کہ حضرت صاحب کا حکم ہے کہ واپسی پر شاہ آباد ٹھیرو۔ اور شاہجہان پور مین ٹھہرنے کا بھی حکم پہلے سے مل چکا تھا اس واسطے مونگھیر سے شاہ آباد کو روانہ ہوئے اور گاڑیون کے ٹھیک میل نہ ہونے کے سبب چند گھنٹے بنارس مین ٹھہرنا پڑا۔ اور چند گھنٹے لکھنؤ مین اسٹیشن کیبن مین پناہ گزین ہونا ضروری ہُوا۔ احباب مونگھیر اور لکھنؤ اور شاہجہان پور کا مفصل ذکر مین سفر العشیلہ مین کر چکا ہون اس دفعہ شاہ آباد اور شاہ جہان پور مین جو کارروائی ہوئی اس کے متعلق ہمارے مکرم سید مختار احمدؐ صاحب نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ خود اس کو لکھ کر بطور ضمیمہ اخبار بدر کے ساتھ شائع کرائین گے اس واسطے یہان مین اس کے متعلق کچھ نہین لکھتا۔ لیکن شاہجہان پور مین ایک اشتہار میری نظر سے گذرا جو کہ اصلی خزرج کے بیٹے اور فرضی وفا کے باپ اعنی ابن خزرج ابو الوفا جناب مولوی فاضل مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہل حدیث کے ایک ہموطن شاہ صاحب نے ان کے متعلق امرتسر مین چھاپ کر شائع کیا ہے اسکا کچھ اقتباس ناظرین کی دلچسپی کے واسطے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

"واضح ہو کہ جب عبد الحکیم سوفسطائی اور ثناء اللہ وہابی نے اپنی اپنی تحریر و تقریر کے ذریعہ سے سادہ لوح مسلمانون کو بھی اپنے دام فریب مین لانے کی کوشش شروع کی۔ اور اس کوشش

کو حد سے زیادہ ترقی دی تو ہم نے ایک اعلان دیا۔ جس میں ان دونوں (ملحدوں کے) عقیدوں سے اپنے ناواقف بھائیوں کو مطلع کیا تا ہمارے بھائیوں میں سے کوئی دہوکہ نہ کھاوے اور ان ملحدوں کی چکنی چپڑی باتوں پر پھسل نہ جاوے الحمد للہ کہ اس اعلان نے بڑا اثر کیا جس نے پڑھا یا سنا وہ ان بدمذہبوں کے نام سے بیزار ہو گیا ...... بلکہ خود ثناء اللہ نے اپنے مطبع اہل حدیث میں چھپوا لیا ہے تو اس کا ذکر بے کار اس کا کیا اعتبار۔ اس لئے کہ جب ثناء اللہ سینکڑوں عالموں کے فتووں کے رو سے نہ صرف بدمذہب بیدین ملحد کافر بلکہ پلے سرے کا فریبی مکار اور حد درجہ کا جھوٹا اور عیار بھی ثابت ہو چکا ہے۔ تو کیونکر مانا جا سکتا ہے کہ جو فیصلہ ایسے مشہور عالم اور ثابت شدہ و مسلم جھوٹے اور فریبی نے خود اپنے مطبع میں چھپوا لیا ہے وہ درست دیکھا ہے ...... ہم خود اپنے مسلمان بھائیوں کو اطلاع دیتے ہیں کہ ثناء اللہ پر کفر کا فتوے لگانے والے سو کے قریب ہیں اور فیصلہ کرنے والے فقط تین۔ فتوے دینے والے اور ہیں فیصلہ کرنیوالے اور۔ جنہوں نے فیصلہ کیا ہے۔ انہوں نے فتوے نہیں دیا تھا اور جنہوں نے فتوے دیا تھا۔ انہوں نے فیصلہ سے اتفاق نہیں کیا .. .. اب ناظرین خود فیصلہ کر لیں۔ کہ سو عالموں کے اس فتوے کو کہ ثناء اللہ فریبی ہے۔ مکار ہے جھوٹا ہے۔ عیار ہے۔ بیدین ہے۔ بدمذہب ہے۔ ملحد ہے۔ کافر ہے۔ دجال ہے۔ شیطان ہے۔ اس سے دور اسے اپنے سے دور ہانکو۔ اس کی تحریر نہ دیکھو۔ تقریر نہ سنو۔ اس کے سایہ سے بچو۔ اس کے نام پر لاحول پڑھو۔ قبول نہ کرنا.....

...... غرض مسلمانوں کو چاہیئے کہ بالخصوص ثناء اللہ اور اس کے دوستوں سے بچیں کہ اس کے معاون بھی شیطان کے سگے ہیں اور دجال کے بال کے گدھے ہیں کتے ہیں بلکہ کتوں اور سوروں سے بھی برے۔ زندیق ہیں بے تحقیق ہیں۔ شیطان کے کفش بردار ہیں۔ دجال کے نفضلہ خوار ہیں۔ جب ان خناسوں کو دیکھتے ہی جھڑکے خدا اس کا دل رحمت سے بھرے۔ اور محشر میں بڑی گھبراہٹ سے پناہ دے۔ اب خاص ثناء اللہ کے متعلق علماء کی راؤں کا خلاصہ اسی اشتہار سے ملخصاً درج کیا جاتا ہے۔ بدعتی۔ گمراہ۔ گمراہ کرنے والا۔ بڑا فریبی بہت جھوٹا۔ ثناء اللہ۔ ولیوں۔ نبیوں کا مخالف۔ ملحد۔ معتزلی۔ یہودی۔ نصرانی۔ مغالطہ ساز۔ افتراء پرداز۔ خبیث زندیق دجال۔ شیطان۔ محرف قرآن۔ ثناء اللہ مسلمانوں کو دہوکہ دیتا ہے اسی طرح اس کے پرانے بوڑھے شیطان نے حضرت آدم ؑ کو بھی دہوکہ دیا تھا۔ پس بچو بچو ایسے گمراہ کرنے والے سے جو دوزخ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر بلاتا ہے۔ جو شخص ثناء اللہ کا کہنا ماننے گا۔ دوزخ میں جائے گا۔ ثناء اللہ دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔ مسلمان اس سے بالکل ہی پرہیز کریں۔

فقیر محبوب احمدؐ المعروف بہ خیر شاہ۔ حنفی۔ نقشبندی مجددی۔ امرتسری۔ مطبع خادم پنجاب امرتسر

تازیہ بارہ جیسا کہ اُوپر لکھا جا چکا ہے۔ لکھنؤ میں ہمیں چند گھنٹے قیام کا موقعہ ملا تھا۔ وہاں ایک امام باڑہ مشہور ہے اس کے دیکھنے کے واسطے میں بھی گیا مگر وہاں کوئی امام یا ان کا جانشین نظر نہ آیا۔ البتہ وہاں تازئے بہت سے رکھے تھے۔ پتھر کا تازیہ۔ لکڑی کا تازیہ۔ سونے کا تازیہ۔ چاندی کا تازیہ۔ ہاتھی دانت کا تازیہ بلکہ موم کا تازیہ بہتر ہو کہ اس مکان کا نام تازیہ باڑہ رکھا جاوے۔

گجرانوالہ قادیان سے روانہ ہونے سے قبل مجھے حضرت خلیفۃ المسیح ؑ نے حکم دیا تھا۔ کہ بنارس سے واپسی پر بھیرہ جا کر اپنے اہل و عیال کو ساتھ لاؤں اس واسطے امرتسر سے بجائے قادیان آنے کے بھیرہ کو چلا گیا راستہ میں احباب گوجرانوالہ کے اصرار پر ایک شب کے لئے وہاں ٹھہرا۔ اور نماز جمعہ پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں میں نے سورہ صف کی پہلی چند آیات کا ترجمہ کیا۔ اور سبحان اللہ پڑھنے کے فوائد بیان کئے۔ قادیان واپسی پر مجھے مکرم و مخدوم حضرت ڈاکٹر بشارت احمدؐ صاحب نے سبحان اللہ پر ایک مضمون دیا جس میں قریباً وہ تمام نکات درج ہیں جو میں نے بیان کئے تھے بلکہ ان سے بڑھ کر معارف کا تذکرہ ہے۔ اس واسطے اس مضمون کو شکریہ کے ساتھ درج کرتا ہوں۔ لیکن قبل اس کے کہ گوجرانوالہ کا ذکر ختم ہو۔ ضروری ہے کہ میں اس اخلاص اور محبت کا شکریہ ادا کروں۔ جو احباب گجرانوالہ اس ناچیز کے ساتھ رکھتے ہیں۔ بالخصوص منشی احمدؐ دین صاحب یا مرکن الدین صاحب منشی محبوب عالم صاحب ایجنٹ۔ قاضی ؒ عالم صاحب منشی غلام حیدر صاحب تلونڈی۔ یہ اور دیگر احباب محض للہ عاجز کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اسلامی تہذیب کی ایک جھلک

سُبحان اللہ

Digitized by Khilafat Library

سبحان اللہ کے معنے ہیں۔ اللہ ہر ایک نقص۔ عیب کمزوری غلطی۔ سہو وخطاء سے پاک ہے۔ یہ فقرہ اسلام میں دُرِ طائفت تسبیح و دعاؤں میں بکثرت استعمال ہوتا ہے مگر میں یہاں اس کا صرف ایک محل استعمال عرض کروں گا۔ نماز باجماعت میں جب کوئی غلطی یا سہو امام سے ہو جاتی ہے تو مقتدی کو لازم ہے کہ وہ کہے کہ سبحان اللہ! اس اشارہ سے امام سمجھ جاتا ہے کہ میں نے غلطی کی چنانچہ وہ اس کی اصلاح کر لیتا ہے یا اگر اصلاح کا موقعہ گذر گیا ہوتا ہے تو آخر نماز میں سجدۂ سہو کر لیتا ہے۔ اس بات پر میں نے بہت غور کیا ہے کہ اس موقعہ پر سبحان اللہ کیوں رکھا گیا ہے۔ کوئی اور لفظ کیوں نہیں رکھا گیا۔ چنانچہ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے مجھے سمجھ عطا فرمائی اس سے میں نے بہت لذت اٹھائی ہے۔ اس لئے احباب کی ضیافت طبع کے لئے پیش کرتا ہوں۔ نماز میں امام کی غلطی تبلانے میں پانچ باتوں کا اندیشہ تھا۔

(۱) توجہ الی اللہ کا زائل ہو جانا۔ غلطی کے تبلانے میں امام اور مقتدی دونوں کی توجہ خدا کی طرف سے پھر جائے گی (۲) جب کسی کو اس کی غلطی تبلائی جاتی ہے۔ تو اس کے دل میں شرمندگی اور ندامت خواہ مخواہ پیدا ہو جاتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس امام کے بھی پیدا ہونا لازم تھی (۳) جسے خدا کے آگے امام بنا کر کھڑا کیا تھا۔ اس کی بے ادبی متصور ہے۔ یعنے ادب اور خلق اور تہذیب کے خلاف ہے (۴) دوسرے کی غلطی تبلانے میں بالعموم غلطی تبلانے والے کے دل میں اپنی نسبت تکبر کا خیال اور جس نے غلطی کی ہے اسکی نسبت حقارت کا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ (۵) بے فائدہ غلطی پکڑنا مناسب نہیں ہوتا۔

اب سبحان اللہ کی خوبیاں ملاحظہ ہوں۔ جب غلطی کی۔ تو کہا سبحان اللہ! اللہ ہی ہے جو غلطیوں اور سہو سے پاک ہے اوّل تو یہ فقرہ خود ایک اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ کہنے والے اور سننے والے دونوں کی توجہ کو اور زیادہ خدا کی طرف پھیرتا ہے پھر اس میں اعلےٰ درجہ کا ادب اور خلق اور تہذیب مدنظر ہے اوّل تو غلطی کرنے والے کو مخاطب ہی نہیں کیا۔ پھر کہا تو یہ کہا کہ اللہ ہی ہے جو ہر ایک غلطی اور سہو سے پاک ہے۔ اس لئے جس نے غلطی کی ہے وہ جان لے کہ اس کی غلطی قابل ملامت و ندامت نہیں ہو سکتی کیونکہ غلطیاں ہر ایک فرد بشر سے ہوا کرتی ہیں اور علیٰ ہذا القیاس ہم بھی غلطیوں سے مبرا نہیں ہیں۔ کیونکہ خدا کے سوا کوئی سبحان نہیں۔ خدا ہی ہے جو سبحان ہے اس میں ایک تو ادب اور خلق اور تہذیب کو اعلےٰ درجہ پر قائم رکھا ہے اور دوسرے تبلانے والوں کی نہ صرف اپنی غلطیوں بلکہ تمام مخلوق کی غلطیوں کا اعتراف کرنے سے امام کے دل میں ندامت اور شرمندگی نہ پیدا ہوئی کہ یہ غلطی کوئی اس سے ہی خاص نہ تھی بلکہ سب سے ہی ہوا کرتی ہے۔ پھر غلطی تبلانے والے کے دل میں تکبر نہ پیدا ہوا اور غلطی کرنے والے کی حقارت کرنے سے بچ گیا کیونکہ اس وقت اس کی نگاہ کے آگے انسانی فطرت کا ضعف اور

اسی کے ضمن میں اپنی کمزوریاں بھی زیر نگاہ ہیں۔ پھر تبلایا کہ اس پر غلطی تبلانے کی اس لئے ضرورت پیش آئی۔ کہ اللہ تعالیٰ سبحان ہے۔ اس کی ذات وصفات وافعال ہر ایک نقص اور عیب اور کمزوری اور غلطی اور سہو سے پاک ہیں۔ اس لئے اس کی عبادت بھی ہر ایک غلطی سے پاک ہونی چاہیئے۔ یہی وجہ ہے جو غلطی تبلائی گئی۔ ورنہ کوئی ضرورت نہ تھی۔ انسان تو ضعیف اور کمزور ہے۔ غلطیاں ہوا ہی کرتی ہیں۔ غرض خوب سوچ کر غور سے دیکھو کیا اس سے بہتر اور کوئی لفظ غلطی تبلانے کے لئے سمجھ میں آسکتا ہے۔ اور کیا اس سے بڑھ کر مہذب اور خلیق اور باادب طریقہ غلطی تبلانے کا ہو سکتا ہے۔ اسلام کے خوبصورت چہرہ کا یہ ایک خوشنما خال ہے ایسے پیارے مذہب پہ ہم جس قدر ناز کریں بجا ہے۔ مگر کبھی یہ بھی سوچیں کہ ہم نے عملی زندگی میں اس سے کیا فائدہ اٹھایا۔ اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ جب روزمرّہ کی زندگی میں جب ہم کسی بھائی کی غلطی دیکھیں تو سبحان اللہ کہیں اور جانیں کہ اللہ تعالیٰ ہی غلطیوں سے پاک ہے پس ہمیں اپنے بھائی کو حقیر نہ جاننا چاہیئے۔ خود ہم اس سے بڑھ کر غلطی میں پڑ سکتے ہیں کیونکہ کمزور ہیں۔ سبحان نہیں ہیں۔ سبحان اللہ ہی کی ذات ہے۔ پھر اگر اس کو غلطی جتلانا ضروری ہو۔ جیسا کہ نماز میں ضروری تھا۔ تو اسی طرح ادب اور خُلق اور تہذیب کو مدّنظر رکھیں۔ جیسا کہ نماز میں مدّنظر رکھا تھا تا اس کے دل میں شرمندگی اور ندامت نہ ہو اوّل تو وہ ہمارا مخاطب نہ ہو اور اگر ہو بھی جائے۔ تو کم از کم اس کو یہ سمجھ آجاوے۔ کہ جو کچھ مجھے تبلایا گیا ہے۔ تحقیر اور حقارت سے نہیں بلکہ سچی محبت سے تبلایا گیا۔ اور اس کی آنکھیں نیچی نہ ہوں اور اس کے دل میں نفرت پیدا نہ ہو اور اس کو یہ بھی تبلا دیا جاوے کہ غلطیاں انسان سے ہوا کرتی ہیں ہم سے بھی اور سب سے بھی۔ مگر چونکہ اللہ سبحان ہے اس لئے ہم سب کو چاہیئے کہ غلطیوں سے بچیں تا اس پاک سے جو سبحان ہے۔ تعلّق پیدا ہو۔ غرض ہمیں اس نکتہ سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

عاجز بشارت احمد عفی اللہ عنہ

بھیرہ یہاں میں ہفتہ ۱۳۔ مئی کی شام کو پہونچا اور ۱۵۔ مئی کی صبح کو واپس قادیان کو روانہ ہُوا۔ گویا ایک ہی دن ایتوار کا وہاں قیام ہُوا۔ لیکن ہمارے پُرجوش احمدی برادر جناب ملک کرم آلہی صاحب کی مخلصانہ کوشش کے ذریعہ سے وہاں بھی ملک صاحب کی حویلی میں جو بیرون دروازہ چک ہے۔ ایک عام جلسہ ہو کر وعظ ہُوا جس میں صداقت اسلام۔ ضرورت نبوّت۔ اتحاد المسلمین وفات مسیح وغیرہ امُور پر قریب ڈیڑھ گھنٹہ تک وعظ ہُوا

بھیرہ کے رئیس اعظم جناب **پیر بادشاہ صاحب** اس جلسہ کے پریزیڈنٹ تھے۔ اس وعظ کے اثر سے اختتام جلسہ پر جناب غلام حسین صاحب پٹواری نہر داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔

مُبارک بعد جلسہ جناب ملک صاحب موصوف کی دختر نیک اختر ممتاز بیگم (عمر چار سالہ) کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے مبارک کلمہ کے ساتھ ابتدائے تعلیم کرائی گئی۔ اللہ تعالیٰ مُبارک کرے۔ اور عزیزہ کو نیک دل نیک خو۔ صالحہ اور مصلحہ بنائے آمین

واپسی منگل۔ ۱۶۔ مئی ۱۹۱۱ء کی صبح کو عاجز بمعہ اہل بیت خود بخیر و عافیت داخل دارالامان ہُوا فالحمد للہ ثم الحمد للہ۔ بھیرہ سے قادیان تک کے سفر میں ملک کرم آلہی صاحب وزیرآباد تک ہمارے ساتھ تھے۔ جو اپنے لباس فاخرہ کے ساتھ اپنی ملازمت پر جارہے تھے۔ ان کی رفاقت میں میرا اور ان کی علامہ فاضلہ بیوی کی رفاقت میں میرے اہل بیت کا وقت خوب گذرا۔ گوجرانوالہ کے بہت سے احباب اسٹیشن پر ملاقات کے لئے موجود تھے اور کھانا بھی لائے تھے۔ لاہور کے اسٹیشن پر جناب ملک غلام محمدؐ صاحب اور قاضی حبیب اللہ صاحب نے نہ صرف اپنے دیدار سے خوش کیا بلکہ خاص ضیافت کا بھی ثواب لیا۔ برادر شیخ فضل حق صاحب کی مہربانی سے بٹالہ میں رات آرام سے گذری۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ آمین ثم آمین

سفر میں دُعا سفر میں دُعا کا اچھا موقعہ ملتا ہے۔ تنہائی اور گھر سے جدائی۔ غربت الوطنی اور سفر کی کوفت۔ سب مل ملا کر انسان کے دل کو دُعا کی طرف مائل کر دیتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے مجھے اس سفر میں دُعا کا کئی جگہ موقعہ ملا۔ ڈاک گاڑی اپنی تیزی کے ساتھ جن جنگلوں اور میدانوں سے گذری وہ اس امر کے گواہ ہیں کہ میں نے اپنے دوستوں کے واسطے دُعا کی۔ جن کے ساتھ انسان کو محبّت کا تعلّق ہوتا ہے اُن کے لئے تو فطرتاً انسان جلد متوجہ بدُعا ہوتا ہے۔ پر میں نے ان کے لئے بھی دُعا کی۔ جو میرے ساتھ کوئی تعلق خاص نہیں رکھتے۔ بلکہ ان کے لئے بھی کی جن کی نگاہ صرف میری کمزوریاں کی تلاش میں رہتی ہے۔ میں اپنے احباب میں سے کس کس کا نام لوں۔ ہاں ایک جماعت کا ذکر کرنا مفید جانتا ہوں اور وہ مدرسہ تعلیم الاسلام اور مدرسہ احمدیہ کے بورڈران کی جماعت ہے۔ میرے مکرم دوست اکبر شاہ خان صاحب نے مجھے روانگی سے قبل یاد دہانی کرائی تھی کہ میں ان کی بہادر پارٹی (طلبار کی ایک جماعت جو زیر نگرانی خان صاحب دینی علم وعمل کے حصول میں خاص ترقی کر رہی ہے) کیواسطے خصوصیت سے دُعا کروں۔ ان کا محبّت نامہ درج ذیل کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

مکرمی مخدومی معظمّی سیّدی حضرت مفتی صاحب قبلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وتائیداتہ۔ یہ میت بہت مشتہر اعنی احقر اکبر بکمال ادب وعاجزی ملتمس ہے۔ کہ ایام سفر کی خطا نہ جانے والی دُعاؤں میں اس عاجز کو یاد رکھیں:

مورِ مسکیں ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد
دست در پائے کبوتر زدہ ناگاہ رسید

انشاء اللہ تعالیٰ بورڈنگ کی جماعت انصار اللہ (الموسوم بہادر پارٹی) کو میں روزانہ درس احیاء العلوم کے بعد تحریک کرونگا۔ کہ وہ سب اپنی دُعاؤں کے ہدیے آپ کے پاس سفر میں بھیجتے رہیں۔ پس بہادر پارٹی بھی آپ کی دُعاؤں کی مستحق ہے اور مجھ کو معلوم ہے کہ ان سعید بچّوں کو آپ سے بڑی محبت ہے۔ چنانچہ انہوں نے آپ کے تمام خطوط جو آپنے کبھی کبھی سفر میں لکھے ہیں اور ان کو یاد کیا ہے۔ بڑی احتیاط اور حفاظت اور شوق سے تبرکاً اپنے یہاں فائل کئے اور ان کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوا کرتے ہیں۔

پھر عرض کرتا ہوں کہ اس عاجز کے لئے حسنات دارین بالخصوص تزکیہ قلب کی دُعا ضرور کریں۔ مع ادب

عاجز اکبر شاہ خان ۔ ۲۵۔ اپریل ۱۹۱۱ء

عزیزان کا ارشاد مجھے یاد تھا اور بعض دیگر محرکات بھی ایسے پیدا ہوئے کہ میں نے اپنے نوجوانوں اور بچّوں کے واسطے بہت درد دل کے ساتھ دعائیں کیں کہ وہ بڑھیں اور پھلیں اور پھولیں۔ اور دُنیا کی ہدایت کے واسطے روحانی آسمان کے ستارے بن جائیں۔ ان کے نگران اور ان کے اُستادوں کے واسطے بھی دعائیں کیں مجھے ضرورت نہ تھی کہ میں اس امر کا ذکر کرتا لیکن صرف اس واسطے اظہار کیا ہے کہ احباب کو معلوم ہو کہ یہاں کے مدرسہ میں اپنے بچّوں کو بھیجنا کن برکات کا موجب ہے۔ جب کہ میں مدرسہ کے ساتھ کوئی ڈائرکٹ تعلّق نہیں رکھتا ایسی خیر خواہی ان کے لئے اپنے دل میں پاتا ہوں۔ تو پھر کیا حال ہوگا ان بزرگان قوم کا جو مدرسہ کے اُستاد، ناظم ٹرسٹی اور سیّد قوم ہونے کے لحاظ سے اُن کے ساتھ

ایک خاص تعلق رکھتے ہین بلکہ ان کی بناوٹ اخلاق کے واسطے ایک حد تک ذمہ دار ہین۔ بچّون کے واسطے یہ وہ مبارک ایام ہین کہ آنے والی نسلین ان کی زندگی پر رشک کرین گی اور ان کی اولاد مین سے ہونے پر فخر کیا کرین گی۔ مبارک ہین وے جنہون نے اس وقت سے فائدہ اٹھایا۔

خلاصہ رپورٹ سفر اِس سفر مین قریباً اڑھائی ہزار میل طے ہُوا۔ چھ جگہ قیام ہُوا۔ بیس وعظ ہوئے۔ بیس آدمی داخل بیعت ہوئے۔ بائیس روز سفر مین خرچ ہوئے۔

ایڈیٹوریل نوٹس

نامہ نگارون کی خدمت مین معذرت نامہ نگارون کے مضامین بہت آتے ہین اور اخبار مین گنجائش کم۔ جس کا مضمون چھپ گیا وہ خوش۔ اور جس کا نہ چھپا وہ ناراض۔ نامہ نگارون کی خاطر تو ایڈیٹر بعض ناظرین کی نگاہ مین قابل اعتراض ہو رہا ہے کہ اورون کے مضمون چھاپ دیتا ہے اور اپنا کچھ نہین۔ گویا کہ لکھنا نہین جانتا۔ نہ سہی۔ مگر افسوس ہے کہ جن دوستون کی خاطر یہ روّیہ اختیار کیا گیا ہے۔ وہ بھی ناخوش ہین۔ کیا بہتر نہ ہوگا کہ ایک نامہ نگار رفنڈ کھولا جاوے اور نامہ نگارون کے مضامین جدا اوراق مین چھپتے رہین اور ایڈیٹر کے صفحے اس کے واسطے محفوظ رہین یا کسی اور عمدہ تجویز سے ناظرین مطلع فرما دین۔

اگلے جمعہ کو اخبار نہین پہونچیگا چونکہ یہ اخبار وقت پر نہین چھپ سکا اور ٹکٹون کے واسطے اینده اخبار ۲۲ رجون کو شائع ہو سکیگا۔

جوابِ خطوط مین دیری عاجز کو بنارس سے واپس آئے تھوڑے ہی دن گذرے تھے اور ہنوز ساری ڈاک کی تعمیل نہ ہو سکی تھی کہ ایک ضروری کام کے سبب ایک دن کے واسطے لاہور جانا پڑا۔ جہان خلاف امید بجائے ایک کے دس دن لگ گئے۔ اس واسطے اکثر دوستون کے خطوط تاحال میری میز پر پڑے ہین۔ جن کا جواب لکھنے کا حق مین ادا نہین کر سکا اور معزز احباب سے معافی کا خواستگار رہوان۔

ایڈیٹر لاہور مین لاہور مین اس دفعہ خلاف عادت میرے دس دن خرچ ہوئے لیکن مجھے اس کا رنج نہین بلکہ خوشی ہے کیونکہ وہان کے بعض معزز دوستون بالخصوص جناب ڈاکٹر سیّد محمدؐ حسین شاہ صاحب کی تحریک سے بہت سے آریون کو عاجز کی زبان سے سلسلہ حقّہ کی صداقت کے متعلق دلائل سننے کا موقعہ ملا۔ خطبہ جمعہ کے علاوہ موچی دروازہ کے اندر ایک وعظ ہُوا۔ اور میان چراغ الدین صاحب و میان صاحب میان معراج الدین صاحب عمر رئیسان لاہور کے مکانون پر بتقریب شادی رخصتانہ دختر میان معراج الدین صاحب منتفرق طور پر براتیون کے سامنے تقریرین ہوتی رہین اور ان کے علاوہ اور بھی کئی ایک جگہ پر تبلیغ حق ادا کرنے کا موقعہ ملا۔ اللہ تعالےٰ احباب لاہور کو جزائے خیر دے کہ انہون نے میرے قیام لاہور کو میرے واسطے موجب ثواب بنا دیا بالخصوص جناب ڈاکٹر سیّد محمدؐ حسین شاہ صاحب کا شکریّہ ہے جن کو اللہ تعالےٰ نے حق کی اشاعت کے لئے ایک خاص جوش بخشا ہے۔ خدا ان کا حافظ و ناصر ہو۔

رخصتانہ احباب اخبار بدر مین دیکھ چکے ہین۔ کہ میان معراج الدین صاحب کی دختر نیک اختر کا خطبہ نکاح میان عبد الحمید صاحب پسر میان چراغ الدین صاحب کے ساتھ قادیان مین پڑھا گیا تھا۔ ۲۸ مئی ۱۹۰۹ء کو لاہور مین رسم رخصتانہ ادا ہوئی جس مین یہ عاجز بھی حُسنِ اتّفاق سے شامل ہو سکا۔ اس کے متعلق یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ یہ رخصتانہ تمام ناجائز رسُومات سے پاک اور فضول خرچیون سے مبرّا تھا۔ میان معراج الدین صاحب نے پرُانی فضول رسومات کے محو کرنے مین ایک اخلاقی جرأت سے کام لیا ہے اللہ تعالےٰ انہین جزائے خیر دے۔ اور اس شادی کو فریقین کیواسطے موجب نزول برکات کرے۔

ڈاکٹر بشارت احمدؐ صاحب نہائت خوشی کی بات ہے۔ کہ ڈاکٹر بشارت احمدؐ صاحب نہائت عزّت کے ساتھ اپنے عہدہ پر بحال کئے گئے۔ اور زمانہ معطلی کی ساری تنخواہ ان کو دی گئی ہے اور فی الحال کامل پور مین کام پر لگائے گئے۔ سُنا گیا ہے۔ گورنمنٹ نے اظہار افسوس کیا ہے۔ کہ معزّز ڈاکٹر کو ایک نوجوان افسر کی غلطی کے سبب اس قدر صدمہ اٹھانا پڑا۔ مگر صرف اظہار افسوس ایسے صریح ظلم کا کافی معاوضہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

مباحثہ مونگھیر بہت سے مخالف مولویون نے چارون طرف سے جمع ہو کر مونگھیر مین ایک جگھٹا مباحثہ کے واسطے کیا تھا۔ ان کے مقابلہ کے لئے یہان سے مولوی سیّد سرور شاہ صاحب و حافظ روشن علی صاحب اور دہلی سے میر قاسم علی صاحب اور شاہجہان پور سے سیّد مختار احمدؐ صاحب تشریف لے گئے تھے۔ ۵ رجون کو وہان سے تار آیا ہے کہ مباحثہ رُک گیا ہے۔ اور مولوی لوگ بھاگلپور بھاگ گئے۔ مفصّل کیفیت آنے پر درج اخبار ہو گی۔

کرامات المہدی اس مین قاضی اکمل نے ۱۳۳ نشانون کو جمع کیا ہے۔ جو خدا کے مسیح موعود کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمائے۔ اخیر مین حضرت اقدس ؑ کے دعوے کا ثبوت بھی ہے۔ بیس صفحے حجم۔ قیمت ایک آنہ محمدؐ یمین تاجر کتب قادیان کے پتے سے منگوائیے یہ رسالہ متمول احمدی احباب خرید کر غیر احمدیون مین بطور اتمام حجت تقسیم کرین۔

Digitized by Khilafat Library

اخبار قادیان ؑ

الحمد للہ حضرت خلیفۃ المسیح بخیر و عافیت ہین۔ دن بھر درس تدریس قرآن و حدیث اور بیمارون کے معالجہ مین گذارتے ہین۔

اہل بیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مین بہمہ وجوہ خیریت ہے۔ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمدؐ صاحب و صاحبزادہ شریف احمدؐ صاحب تبدیلی آب و ہوا کے لئے چند روز کے واسطے ڈلہوزی تشریف لے گئے ہین۔ عرب صاحب عبد المحی بھی ان کے ہمراہ گئے ہین۔

احسن القصص یہ سورۂ یوسف کا ترجمہ اور اس کی تفسیر ہے جو قاضی اکمل صاحب نے لکھی ہے ترجمہ تحت اللفظ۔ بڑی توجہ و محنت کے ساتھ بطور نمونہ کیا گیا ہے پھر ہر لفظ و آیت کی تشریح نہائت بسط سے کیگئی ہے۔ جس قدر مٹیریل مل سکا وہ جمع کر دیا گیا اور ان تمام الزامون کو اٹھایا گیا۔ جو حضرت یوسف ؑ کی ذات پر لگائے گئے تھے اور اس بیان کو سیّدنا خاتم النبیین کے آیندہ حالات کی نسبت بطور پیشگوئی بنایا گیا ہے اس کے علاوہ جس قدر اخلاقی نتائج نکل سکتے تھے وہ نکالے گئے ہین اخیر مین اسی قصہ کو تصوّف کے رنگ مین اپنے وجود پر وارد کر کے دکھایا گیا ہے۔ لکھوائی چھپوائی کاغذ اعلیٰ ہے۔ قیمت صرف ۲ر رکھی گئی ہے تمام احمدی دوست اسے منگوا کر پڑھین اور غربا مین مفت

ایک خاص تعلق رکھتے ہیں بلکہ ان کی بناء اخلاق کے واسطے ایک حد تک ذمہ دار ہیں۔ بچوں کے واسطے یہ وہ مبارک ایام ہیں کہ آنے والی نسلیں ان کی زندگی پر رشک کریں گی اور ان کی اولاد میں سے ہونے پر فخر کیا کریں گی۔ مبارک ہیں وے جنہوں نے اس وقت سے فائدہ اٹھایا۔

خلاصہ رپورٹ سفر اِس سفر میں قریباً اڑھائی ہزار میل طے ہوا۔ چھ جگہ قیام ہوا۔ بیس وعظ ہوئے۔ بیس آدمی داخل بیعت ہوئے۔ بائیس روز سفر میں خرچ ہوئے۔

ایڈیٹوریل نوٹس

نامہ نگاروں کی خدمت میں معذرت نامہ نگاروں کے مضامین بہت آتے ہیں اور اخبار میں گنجائش کم۔ جس کا مضمون چھپ گیا وہ خوش۔ اور جس کا نہ چھپا وہ ناراض۔ نامہ نگاروں کی خاطر تو ایڈیٹر بعض ناظرین کی نگاہ میں قابل اعتراض ہو رہا ہے کہ اوروں کے مضمون چھاپ دیتا ہے اور اپنا کچھ نہیں۔ گویا کہ لکھنا نہیں جانتا۔ نہ سہی۔ مگر افسوس ہے کہ جن دوستوں کی خاطر یہ رویہ اختیار کیا گیا ہے۔ وہ بھی ناخوش ہیں۔ کیا بہتر نہ ہو گا کہ ایک نامہ نگار فنڈ کھولا جاوے اور نامہ نگاروں کے مضامین جدا اوراق میں چھپتے رہیں اور ایڈیٹر کے صفحے اس کے واسطے محفوظ رہیں یا کسی اور عمدہ تجویز سے ناظرین مطلع فرما دیں۔

اگلے جمعہ کو اخبار نہیں پہنچیگا چونکہ یہ اخبار وقت پر نہیں چھپ سکا اور ٹکٹوں کے واسطے ایندہ اخبار ۲۲ جون کو شائع ہو سکیگا۔

جوابِ خط میں دیری عاجز کو بنارس سے واپس آئے تھوڑے ہی دن گذرے تھے اور ہنوز ساری ڈاک کی تعمیل نہ ہو سکی تھی کہ ایک ضروری کام کے سبب ایک دن کے واسطے لاہور جانا پڑا۔ جہاں خلاف امید بجائے ایک کے دس دن لگ گئے۔ اس واسطے اکثر دوستوں کے خطوط تاحال میری میز پر پڑے ہیں۔ جن کا جواب لکھنے کا حق میں ادا نہیں کر سکا اور معزز احباب سے معافی کا خواستگار رہوں۔

ایڈیٹر لاہور میں لاہور میں اس دفعہ خلاف عادت میرے دس دن خرچ ہوئے۔ لیکن مجھے اس کا رنج نہیں بلکہ خوشی ہے کیونکہ وہاں کے بعض معزز دوستوں بالخصوص جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی تحریک سے بہت سے آریوں کو عاجز کی زبان سے سلسلہ حقہ کی صداقت کے متعلق دلائل سننے کا موقعہ ملا۔ خطبہ جمعہ کے علاوہ موچی دروازہ کے اندر ایک وعظ ہوا۔ اور میاں چراغ الدین صاحب و میاں صاحب میاں معراج الدین صاحب عمر رئیسان لاہور کے مکانوں پر بتقریب شادی رخصتانہ دختر میاں معراج الدین صاحب متفرق طور پر براتیوں کے سامنے تقریریں ہوتی رہیں اور ان کے علاوہ اور بھی کئی ایک جگہ پر تبلیغ حق ادا کرنے کا موقعہ ملا۔ اللہ تعالے احباب لاہور کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے میرے قیام لاہور کو میرے واسطے موجب ثواب بنا دیا بالخصوص جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کا شکریہ ہے جن کو اللہ تعالے نے حق کی اشاعت کے لئے ایک خاص جوش بخشا ہے۔ خدا ان کا حافظ و ناصر ہو۔

رخصتانہ احباب اخبار بدر میں دیکھ چکے ہیں۔ کہ میاں معراج الدین صاحب کی دختر نیک اختر کا خطبہ نکاح میاں عبد الحمید صاحب پسر میاں چراغ الدین صاحب کے ساتھ قادیان میں پڑھا گیا تھا۔ ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں رسم رخصتانہ ادا ہوئی جس میں یہ عاجز بھی حسنِ اتفاق سے شامل ہو سکا۔ اس کے متعلق یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ یہ رخصتانہ تمام ناجائز رسومات سے پاک اور فضول خرچیوں سے مبرا تھا۔ میاں معراج الدین صاحب نے پرانی فضول رسومات کے محو کرنے میں ایک اخلاقی جرأت سے کام لیا ہے اللہ تعالے انہیں جزائے خیر دے۔ اور اس شادی کو فریقین کیواسطے موجب نزول برکات کرے۔

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نہائت خوشی کی بات ہے۔ کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نہائت عزت کے ساتھ اپنے عہدہ پر بحال کئے گئے۔ اور زمانہ معطلی کی ساری تنخواہ ان کو دی گئی ہے اور فی الحال کامل پور میں کام پر لگائے گئے۔ سنا گیا ہے۔ گورنمنٹ نے اظہار افسوس کیا ہے۔ کہ معزز ڈاکٹر کو ایک نوجوان افسر کی غلطی کے سبب اس قدر صدمہ اٹھانا پڑا۔ مگر صرف اظہار افسوس ایسے صریح ظلم کا کافی معاوضہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

مباحثہ مونگھیر بہت سے مخالف مولویوں نے چاروں طرف سے جمع ہو کر مونگھیر میں ایک جگھٹا مباحثہ کے واسطے کیا تھا۔ [illegible] مقابلہ کے لئے یہاں سے مولوی سید سرور شاہ صاحب و حافظ روشن علی صاحب اور دہلی سے میر قاسم علی صاحب اور شاہجہانپور سے سید مختار احمد صاحب تشریف لے گئے تھے۔ ۵ جون کو وہاں سے تار آیا ہے کہ مباحثہ رک گیا ہے۔ اور مولوی لوگ بھاگلپور بھاگ گئے۔ مفصل کیفیت آنے پر درج اخبار ہو گی۔

کرامات المہدی اس میں قاضی اکمل نے ۱۳۴ نشانوں کو جمع کیا ہے۔ جو خدا کے مسیح موعود کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمائے۔ اخیر میں حضرت اقدس ؑ کے دعوے کا ثبوت بھی ہے۔ بیس صفحے حجم۔ قیمت ایک آنہ محمد یمین تاجر کتب قادیان کے پتہ سے منگوائیے یہ رسالہ متمول احمدی احباب خرید کر غیر احمدیوں میں بطور اتمام حجت تقسیم کریں۔

اخبار قادیان

Digitized by Khilafat Library

الحمد للہ حضرت خلیفۃ المسیح بخیر و عافیت ہیں۔ دن بھر درس تدریس قرآن و حدیث اور بیماروں کے معالجہ میں گذارتے ہیں۔

اہل بیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بہمہ وجوہ خیریت ہے۔ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب و صاحبزادہ شریف احمد صاحب تبدیلی آب و ہوا کے لئے چند روز کے واسطے ڈلہوزی تشریف لیگئے ہیں۔ عرب صاحب عبد المحی بھی ان کے ہمراہ گئے ہیں۔

احسن القصص یہ سورۃ یوسف کا ترجمہ اور اس کی تفسیر ہے جو قاضی اکمل صاحب نے لکھی ہے ترجمہ تحت اللفظ۔ بڑی توجہ و محنت کے ساتھ بطور نمونہ کیا گیا ہے پھر ہر لفظ و آیت کی تشریح نہائت بسط سے کیگئی ہے۔ جس قدر میٹریل مل سکا وہ جمع کر دیا گیا اور ان تمام الزاموں کو اٹھایا گیا۔ جو حضرت یوسف ؑ کی ذات پر لگائے گئے تھے اور اس بیان کو سیدنا خاتم النبیین کے آیندہ حالات کی نسبت بطور پیشگوئی بنایا گیا ہے اس کے علاوہ جس قدر اخلاقی نتائج نکل سکتے تھے وہ نکالے گئے ہیں اخیر میں اسی قصہ کو تصوف کے رنگ میں انسانی وجود پر وارد کر کے دکھایا گیا ہے۔ لکھوائی چھپوائی کا غذ اعلیٰ ہے۔ قیمت صرف ۲؍ رکھی گئی ہے تمام احمدی دوست اسے منگوا کر پڑھیں اور غرباء میں مفت